اہل سنت کا نشان

ماہنامہ بقیع کراچی

AUGUST 2025

مفت سلسلہ اشاعت نمبر 374

Regd. # MC-1177

طبّی علوم میں

امام احمد رضا خان بریلوی کی مہارت

(Imam Ahmad Raza Khan Barelvi's Command on Medical Sciences)

{تحقیقی مقالہ برائے طبیب کورس سیشن 2022ء-2023ء}



مقالہ نگار

محمد ضیاء الحق چوہان (گوجر خان)

نگران استاذ العلماء والاطبّاء والعاملین،

پروفیسر ڈاکٹر مفتی حکیم محمد عارف محمود خان معطر قادری

(بانی عالمی جامعہ قادریہ میانوالی)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

طبّی علوم میں امام احمد رضا خان بریلوی کی مہارت

(Imam Ahmad Raza Khan Barelvi's Command on Medical Sciences)

{ تحقیقی مقالہ برائے طبیب کورس سیشن 2022ء-2023ء }

مقالہ نگار

محمد ضیاء الحق چوہان (گوجر خان)

نگران

استاذ العلماء والاطباء والعاملین،

پروفیسر ڈاکٹر مفتی حکیم محمد عارف محمود خان معطر قادری

(بانی عالمی جامعہ قادریہ میانوالی)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب	:	طبی علوم میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی کی خدمات
مقالہ نگار	:	محمد ضیاء الحق چوہان
نگرانِ مقالہ	:	مفتی حکیم محمد عارف محمود خان معطر قادری
سنہ اشاعت	:	صفر المظفر ۱۴۴۷ھ / اگست 2025م
ناشر	:	جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان)
		نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی
		فون:021-32439799
خوشخبری	:	www.ishaateislam.org
		پر موجود ہے۔

پیش لفظ

کسی چیز کے بارے میں جاننا علم کہلاتا ہے اور علمِ طب حالتِ صحّت اور حالتِ مرض کے جاننے کا نام ہے۔ اسی لئے اطباء نے اسے دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حفظِ صحّت اور دوسرا علاجُ الامراض اور علاجُ الامراض کو پھر دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک طبِ علمی یا نظری اور دوسرا طب عملی۔

اور علمِ طب کا موضوع بدنِ انسان ہے اور اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ اگر حالتِ صحّت ہے تو اس کی حفاظت کی جائے اور اگر حالتِ مرض ہے تو اس کا علاج کیا جائے تاکہ صحّت کو بحال کیا جاسکے تو علمِ طب کا تعلّق جس طرح مریض کے ساتھ ہے اسی طرح صحّت مند کے ساتھ بھی ہے کیونکہ یہ علم سمجھاتا ہے کہ آپ اپنی صحّت کو قائم رکھنے اور تندرست رہنے کی فکر کریں۔

اسلام ایک مکمل دین ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں رہنمائی موجود ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں انسانوں کو اپنی صحّت بحال رکھنے کے لئے بھی ہدایات موجود ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے: وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الاعراف:۷/۳۱)

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو، بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

اسی طرح احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں بھی طب کے بارے میں بہت کچھ موجود ہے مگر ایک مثال پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔ چنانچہ امام ابو القاسم سلیمان احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۶۰ھ اور امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ

روایت کرتے ہیں: ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» :الْمِعِدَةُ حَوْضُ الْبَدْنِ، وَالْعُرُوقُ إِلَيْهَا وَارِدَةٌ، فَإِذَا صَحَّتِ الْمِعِدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوقُ بِالصِّحَّةِ، وَإِذَا فَسَدَتِ الْمِعِدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوقُ بِالسُّقْمِ“(المعجم الأوسط، باب العين، من اسمه عبد الله، برقم:٤٣٤٣، ٤/٣٢٩، مطبوعة: دار الحرمين، القاهرة، طبع ١٤١٥هـ-١٩٩٥م)(الطب النبوى لأبى نُعيم، فصول فى المقالة الثانية فى معرفة تركيب البدن والصحة، باب ذكر المعدة وموضعها من البدن، برقم: ٨٥، ١/ ٢١٩، مطبوعة: دار ابن حزم، بيروت)(مشكاة المصابيح، كتاب الطب الرقى، الفصل الثالث، برقم:٤٥٦٦، ٢/ ١٢٨٧، مطبوعة:المكتب الإسلامى، بيروت)

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں معدے کی طرف آتی ہیں لہٰذا معدہ دُرست ہو تو رگیں بھی تندرستی کے ساتھ لوٹتی ہیں اور معدہ خراب ہو تو رگیں بھی بیماری کے ساتھ لوٹتی ہیں۔

حدیثِ مذکور کی شرح میں حکیمُ الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی حنفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں: ”یہ حدیث علم طب کی اصل ہے کہ اگر معدہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے اگر معدہ خراب ہے تو سارا جسم بیمار۔ اس حدیث میں معدہ کو درخت کے حوض سے تشبیہ دی گئی ہے اور بدن کو درخت سے اور بدن کی رگوں کو درخت کی اُن رگوں سے جو جڑ سے چلتی ہیں اور شاخ شاخ پتّے پتّے میں جڑ کا رس پہنچاتی ہے، یہ ہی حال ہماری روحانیت کا ہے حرام اعمال حاصل ہوتے ہیں، اسی لیے ربّ نے فرمایا: "كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صٰلِحًا"۔ حضور فرماتے ہیں کہ جو گوشت حرام غذا سے بنے گا دوزخ کی آگ اسے جلد جلائے گی بہر حال طب نبوی بہت جامع ہے۔“ (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الطب

الرقی، الفصل الثالث، برقم: ۷، ۱۲۸، ۳۵۶۶ / ۲، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت)

اسی لئے پہلے علماء جہاں علمُ الاَدیان حاصل کرتے تھے وہیں علمُ الاَبدان سے بھی بے خبر نہیں رہتے تھے۔ ہمارے امام امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اُن علماء میں سے تھے جو علمِ طب میں بھی مہارت رکھتے تھے اور آپ نے علمِ طب میں رسائل بھی تحریر فرمائے تھے جن کا تفصیلی ذکر اس رسالے میں موجود ہے۔

امامِ اہلسنّت پر کئی جہتوں سے کام کیا گیا مگر آپ کے علومِ طب پر کام نہیں ہوا مگر مجاہد اہلسنّت علامہ قاری محمد یٰسین چوہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند محمد ضیاء الحق چوہان نے امامِ اہلسنّت کے "طبّی عُلوم میں مہارت" کے عنوان سے تحقیقی مقالہ لکھ کر اس جہت کو اُجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس میں یقیناً بڑا کردار استاذُ العلماء والاطباء شیخ القرآن والحدیث، پیر طریقت حضرت علامہ مفتی حکیم محمد عارف محمود خان مدظلہُ العالی کا ہے کہ اِن کی زیرِ نگرانی اور رہنمائی میں یہ تحقیق مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی کاوش کا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت اس رسالہ کو اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 374 پر شائع کر رہی ہے۔

فقط: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی

شیخ الحدیث جامعۃ النّور و رئیس دارالافتاء جامعۃ النّور

جمعیّت اشاعت اہل سنّت پاکستان (کراچی)

مجاہد اہل سنت علامہ

قاری محمد یٰسین چوہان

رحمۃ اللہ علیہ

(مرکزی خطیب گوجر خان)

کی

چوہان میڈیکل ہال (CMH) گنڈاکس ضلع اٹک میں

طبی خدمات کو سلام

عطر نامہ

از قلم: استاذ العلماء والاطباء، شیخ القرآن والحدیث، نباضِ قوم، پیرِ طریقت

علامہ مفتی و حکیم محمد عارف محمود خان معطر قادری مدظلہ

(بانی عالمی جامعہ قادریہ، میانوالی)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

اعلیٰ حضرت مُجدّدِ اعظم سیدنا امام احمد رضا خان مُحدِث بریلی قُدس سرہٗ اپنے علوم و معارف میں نہ فقط اپنے عصر و مصر میں ممتاز تھے بلکہ گزشتہ چند صدیوں میں ایسی عبقری شخصیت کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ علومِ قدیمہ و جدیدہ، آلیہ و عالیہ، درسیہ و غیر درسیہ پر کمال دسترس، ان کے ابلاغ کا کمال ملکہ اور انوکھی و منفرد تحقیقات رقم فرمانے میں لاثانی ہستی۔ بندۂ ناچیز کے سامنے اس وقت عالمی جامعہ قادریہ میانوالی کے شعبۂ طبِ اسلامی کے ایک فاضل کا مقالہ **"طبّی علوم میں امام احمد رضا خان بریلوی کی مہارت"** موجود ہے۔ اس مقالہ مبارکہ میں فاضل مُحقق نے مُحدِث بریلی قُدس سرہٗ کے طبّی و سائنسی علوم پر بحث فرمائی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ مبارکہ میں انہوں نے ایک مقدمہ "قولِ حق" اور چھ ابواب، حرفِ آخر (نتائج و تجاویز) اور مقالہ کے مآخذ و مراجع قلم بند کر کے چوالیس (47) صفحات رقم فرمائے ہیں۔ مقالہ کیا ہے دریا در کوزہ کا مصداقِ اتم ہے۔

فاضل مُحقِّق نے مقدمہ میں دورِ حاضرہ میں مسلکِ حق کی پہچان کا ضابطہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا خان قُدِّسَ سرُّہٗ کی طبی علوم پر مہارت کے حوالے سے سابقہ کام کا زبردست جائزہ لیا ہے اور درج ذیل مقاصدِ تحقیق بھی پیش فرمائے ہیں:

1. اعلیٰ حضرت کی میڈیکل سائنس میں مہارت کو منظرِ عام پر لانا۔
2. اعلیٰ حضرت کی دواسازی میں مہارت واضح کرنا۔
3. اعلیٰ حضرت کی طبی تحقیقات کی نشاندہی کرنا۔
4. اعلیٰ حضرت کی طبی بصیرت سے اطباء، حکماء اور ڈاکٹروں کو آگاہ کرنا۔
5. اعلیٰ حضرت کی جانب سے طبی دستور العمل کو سامنے لانا۔
6. حقوقِ مریضان کے لیے اعلیٰ حضرت کی کاوشوں کو بیان کرنا۔
7. اخوت، مساوات، ہمدردی اور خدمت جیسی عظیم اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے اعلیٰ حضرت کی گراں قدر خدمات کو اجاگر کرنا۔

فاضل مُحقِّق نے باب اول میں **اَلْحَقُّ الْمُجْتَلٰی فِیْ حُکْمِ الْمُبْتَلٰی** کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے جُذام کے متعلق تحقیقاتِ رضویہ کو بڑے مؤثر انداز میں قلم بند کیا ہے۔ نیز باب دوم میں **تَیْسِیْرُ الْمَاعُوْنِ لِلسَّکْنِ فِی الطَّاعُوْنِ** کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے طاعون کے متعدی مرض ہونے نہ ہونے کا وضح بیان کیا ہے اور اسی کے ضمن میں کرونا وغیرہ کا حکم بھی واضح کر

دیا ہے۔

فاضل مقالہ نگار نے باب سوم میں **اَلصَّمْصَامُ عَلٰی مُشَکِّکٍ فِیْ اٰیَۃِ عُلُوْمِ الْاَرْحَامِ** کا مکمل خلاصہ اور اعلیٰ حضرت کی جانب سے الٹرا ساؤنڈ مشین کا فارمولا اور رحم مادر میں بچے کی جنس معلوم کرنے کا قدیم طبّی طریقہ بھی بیان کر دیا ہے۔ نیز **مَقَامِعُ الْحَدِیْدِ عَلٰی خَدِّ الْمَنْطِقِ الْجَدِیْدِ** کی روشنی میں اعلیٰ حضرت کی طبّی مہارت، کب بچہ، کب بچی، کب مخنث پیدا ہوتا ہے اور **وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ٥** اور **فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ٥** کی طبّی رضوی منفرد تفسیر کا بیان بڑے شاندار و جاندار طرز پر کیا ہے اور طبّی اصطلاحات کی حاشیے میں بہترین وضاحت قلم بند کر کے اپنی وسیع طبّی معلومات کا ثبوت بھی پیش کر دیا ہے۔

فاضل مقالہ نگار نے باب چہارم میں اعلیٰ حضرت کے حوالے سے اطباء کی اہلیت اور دستور العمل کو منفرد اور یگانہ طرز پر بیان کیا ہے۔ باب پنجم میں ادویہ سازی میں اعلیٰ حضرت کی مہارت کا بیان اور باب ششم میں بانی ہمدرد فاؤنڈیشن کی نظر میں اعلیٰ حضرت کی طبّی مہارت بیان کی ہے اور حرفِ آخر میں نتائج و تجاویز اور مآخذ و مراجع کا بیان کرتے ہوئے مقالہ ختم کیا ہے۔

فاضل مقالہ نگار کے مقالہ کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بندۂ ناچیز کے ہاں **"طبیب کورس"** سیشن 2022ء-2023ء میں شرکت کر کے بھرپور علمی فائدہ اٹھایا ہے۔ علاوہ اس مقالہ کے اس کورس میں حاصل کیے

گئے علمِ طب کو انہوں نے **"عطرِ طبِ اسلامی"** کے نام سے لکھنے کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا جو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی فائنل ہو جائے گا۔

فاضل مُحقِّق عزیزم محمد ضیاء الحق چوہان مجاہدِ اہلِ سنت علامہ قاری محمد یٰسین چوہان رحمۃ اللہ علیہ (مرکزی خطیب گوجر خان) کے ہاں 14 جولائی 1974ء میں پیدا ہوئے، چوہان راجپوت فیملی کے ممبر ہیں، نبیرۂ اعلیٰ حضرت قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری قدس سرہ سے بیعتِ ارادت اور فقیر معطر قادری سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں خلافت حاصل کیے ہوئے ہیں۔ایم اے شریعہ، ایم اے تاریخ، ایم فل مطالعہ پاکستان، ایم بی اے فنانس، آئی سی ایم اے (انٹر) کے علاوہ متعدد کورسز اور ڈپلومے کر چکے ہیں اور گولڈ میڈل حاصل کر چکے ہیں۔اخبارات و جرائد میں 1992ء سے تا حال لکھ رہے ہیں، مستقل تصانیف، تخاریج، نظرِ ثانی اور مقدمات وغیرہ لکھتے رہتے ہیں۔اس طبّی مقالہ کے علاوہ ان کی طبِ اسلامی کے جدید ترین نظریہ پر پہلی انگریزی کتاب "The Theory of Four Simple Organs" بھی جلد ہی منصۂ شہود پر جلوہ گری فرمائے گی۔

تحریکِ پاکستان، تحریک ختمِ نبوت، تحریک تحفظِ ناموسِ رسالت اور تحریک نفاذِ نظامِ مصطفیٰ وغیرہ میں حضرتِ مجاہدِ ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم خدمات کی بناء پر ان کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے نظریۂ پاکستان پر "Maulana Abdus Sattar Khan Niazi's Vision of Pakistan" کے عنوان سے اپنا ایم فل کا مقالہ بھی لکھ چکے ہیں۔

اس کے علاوہ ان کے **"طبی نظریہ"** کو بھی اچھی طرح تحقیق فرما چکے ہیں۔

امید واثق ہے کہ فاضل مُحقِّق کا زیرِ نظر مقالہ رضویات کے باب میں تحقیق کا نیا جام ثابت ہو گا جو تشنگانِ علم طب کی خوب پیاس بجھائے گا۔ **ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا** کی جانب سے اس کی اشاعت پر بندۂ ناچیز اپنی جانب سے پیرِ طریقت حضرت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کا بے حد شکر گزار ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

فقیر معطر قادری

یکم محرم الحرام 1446ھ

دوشنبہ مبارکہ

اقرار نامہ

میں **محمد ضیاء الحق چوہان** ولد **قاری محمد یٰسین چوہان**، طبیب کورس سیشن 2022ء-2023ء کا طالبِ علم، اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ بعنوان "**طبی علوم میں امام احمد رضا خان بریلوی کی مہارت**" میری ذاتی کاوش ہے۔ مقالے کا مواد اس سے قبل پاکستان یا پاکستان سے باہر کسی تحقیقی یا تعلیمی ادارے میں پیش کیا گیا ہے اور نہ ہی شائع ہوا ہے۔

محمد ضیاء الحق چوہان

(مقالہ نگار)

اظہارِ تشکر

تمام خوبیاں رحمٰن و رحیم اللہ کو جو خالق و مالک ہے سارے جہان کا اور لاکھوں سلام اور کروڑوں درود ہمارے پیارے آقا و مولیٰ نورِ مجسم کاشفِ اسرارِ لوح و قلم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر جو تمام اولین و آخرین کے سردار اور خاتم النبیین ہیں۔

طبیب کورس کے دوران استادِ محترم مفتی و حکیم پیرِ طریقت علامہ محمد عارف محمود خان نیازی معطر قادری مدظلہ (بانی عالمی جامعہ قادریہ میانوالی) نے جس محنت اور شفقت کے ساتھ ہمیں پڑھایا اس پر ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ طبّی حقائق کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کرنا اور جہاں جہاں ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، آیورویدک اور طب یونانی نے قرآن و سنت کی راہ سے ہٹ کر غلطیاں کیں اور کر رہے ہیں ان کی نشاندہی آپ کی تدریس کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ استادِ محترم کو اجرِ عظیم سے نوازے اور ان کا فیضانِ علمی چار دانگِ عالم میں عام کرے۔ آمین۔

میرے عزیز دوست برادرم حکیم محمد نصیر چشتی بھی خصوصی شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے کورس کے دوران قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔ کورس کے دوران طبّی نقشہ جات کی تیاری کے سلسلے میں ہمارے شہر کے معروف گرافک ڈیزائنر برادرِ مکرم علامہ محمد حفیظ قادری نے بھی بھرپور تعاون فرمایا۔ عربی و فارسی عبارات کی تفہیم و تخریج کے حوالے سے میرے ماموں زاد بھائی عزیزم علامہ محمد شفاعت قادری کی مدد مجھے ہمہ وقت حاصل رہی۔ اللہ

تعالیٰ ان سب حضرات کے علم و عمل اور رزق میں لاثانی برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

مقالے کے سلسلے میں تحقیق و تدوین کے مراحل میں میرے برادرِ اکبر علامہ قاری محمود الحسن اویسی (مرکزی خطیب گوجر خان)، برادرم محمد افضل شاہد (مدیر سہ ماہی برہان الحق واہ کینٹ) اور عالمی شہرت یافتہ ماہرِ رضویات پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی، سابق ڈین فیکلٹی آف سائنسز کراچی یونیورسٹی) کی معاونت اور رہنمائی پر ان سب حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا خصوصی کرم فرمائے۔ آمین

محمد ضیاء الحق چوہان
0312-5055259

خلاصہ

اس مقالے کا مقصد امامِ اہلِ سنت مجدّدِ دین وملّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبّی علوم میں مہارت و قابلیت کا جائزہ لینا تھا اور یہ دیکھنا تھا کہ انہوں نے اپنی طبّی مہارت کے ساتھ کس طرح انسانی حقوق بالخصوص حقوقِ مریضان کی جنگ لڑی۔ اس مقصد کے لیے طب کے حوالے سے ان کے تحقیقی مقالہ جات، فتاویٰ اور مکتوبات کا مطالعہ کیا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ دیگر مُحققین کے مضامین و مقالہ جات تک رسائی کے لیے مختلف کُتب و رسائل سے مدد لی گئی۔ نیز انٹرنیٹ سے بھی استفادہ کیا گیا۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ جس طرح دیگر سائنسی علوم میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے زمانے میں کوئی ثانی نہ تھا اسی طرح طبّی علوم میں بھی وہ اپنے دور میں سب سے فائق تھے۔ بلکہ اپنے وقت سے بہت آگے تک دیکھتے تھے، الٹرا ساؤنڈ مشین کی ایجاد سے عشروں پہلے اس کا فارمولا پیش کرنا آپ کا طبّی دنیا پر احسانِ عظیم ہے۔

مقدمہ

قولِ حق

سلسلۂ ہدایتِ نسلِ انسانی

اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی ہدایت کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ مختلف ادوار میں مختلف قوموں اور خطوں کی طرف ان کی آمد کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ جانِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت پر یہ سلسلہ تمام ہو گیا اور آپ کے سرِ انور پر ختمِ نبوت کا تاج سجا دیا گیا۔ اب قیامت تک نسلِ انسانی کی رہبری کی ذمہ داری نبی کریم ﷺ کے نقوشِ قدم پر چلنے والے علماء و صلحاء کے سپرد کر دی گئی ہے۔ دنیا کے ہر خطے اور زندگی کے ہر شعبے میں علماء و صلحاء چودہ سو سال سے رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے آرہے ہیں۔ علماء و صلحاء کے اس عظیم طبقے میں برصغیر سے تعلق رکھنے والی ایک ایسی ہستی کا نامِ نامی بھی شامل ہے جنہیں سو سے زیادہ علوم پر ایسی مہارت حاصل تھی کہ ان کی حیات میں بھی اور ان کے وصال کے سو سال پورے ہو جانے کے بعد بھی ان کے پایہ کا کوئی عالم پورے عالمِ اسلام میں نظر نہیں آتا۔ وہ مُحدِّث بھی تھے اور فقیہ بھی، وہ مُفسّر بھی تھے اور مُورِخ بھی، وہ مُحقِّق بھی تھے اور مدقق بھی، وہ نہ صرف علومِ دینیہ میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے بلکہ اپنے وقت کے عظیم سائنسدان بھی تھے، سائنس کے ہر شعبے میں انہوں نے قلم اُٹھایا اور ایسے اعلیٰ تحقیقی شاہکار تخلیق فرمائے جن پر آج بھی دنیا بھر کے اربابِ علم و

دانش انگشت بدنداں ہیں۔ انھوں نے دین کے نام پر بدعات و منکرات اور بدمذہبی و بد عقیدگی پھیلانے والوں کا ہی محاسبہ نہ کیا بلکہ سیاستِ اسلامیہ میں گاندھی کو امام ماننے والوں سے توبہ کرواکر قیامِ پاکستان کی راہ بھی ہموار کی۔ دنیا اس عظیم ہستی کو مُجدّدِ دین وملّت، امامِ اہلِ سنت اور اعلیٰ حضرت جیسے خوبصورت القابات سے پہچانتی ہے۔ ان کا اسمِ گرامی ہے محمد احمد رضا خان۔ ہند کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے، وہیں پلے بڑھے، وہیں تعلیم حاصل کی، وہیں رہ کر طریقت کی منازل طے کیں مگر ان کے افکار کی خوشبو بریلی شہر تک محدود نہ رہی۔ آج دنیا کا کون سا ایسا خطہ ہو گا جہاں امام احمد رضا خان قادری کے عشقِ رسول کی مہک نہ پہنچی ہو، آج کون سا ایسا براعظم ہو گا جس کی دانش گاہوں میں ان کے افکار پر تحقیق کا سلسلہ جاری نہ ہو اور وہ کون سا ایسا علاقہ ہو گا جہاں پر آپ کی تصنیفات وتالیفات متلاشیانِ علم کو سیراب نہ کر رہی ہوں۔

عصرِ حاضر میں مسلکِ حق کی پہچان کا پیمانہ

امام احمد رضا خان قادری کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ آپ کا اسمِ گرامی حق وصداقت کی نشانی قرار پاگیا۔ علمائے عرب وعجم نے مانا کہ حق اور باطل میں امتیاز کے لیے آپ کا نام کسوٹی ہے۔ فقیہِ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"مکہ معظمہ کے سب سے بڑے عالم مولانا سید محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حرمِ مکہ میں شیخ الحدیث تھے اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سرُّہٗ کے بارے میں فرمایا:

اِذَا جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْهِنْدِ نَسْئَلُهٗ عَنِ الشَّيْخِ اَحْمَدْ رِضَا خَانْ فَاِنْ مَّدَحَهٗ عَلِمْنَا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ اِنْ ذَمَّهٗ عَلِمْنَا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ هٰذَا هُوَ الْمِعْيَارُ عِنْدَنَا.

جب ہندوستان سے کوئی آتا ہے تو ہم اس سے مولانا شیخ احمد رضا خان صاحب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ سنی ہے اور اگر ان کی برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ بدمذہب ہے۔ یہی ہماری کسوٹی ہے۔"[1]

1959ء میں مکہ مکرمہ کے قاضی القضاۃ سید محمد علوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بنگلہ دیشی علماء کا ایک وفد بغرضِ زیارت وملاقات حاضر ہوا اور اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا:

"نَحْنُ تَلَامِيْذُ تَلَامِيْذِ اَعْلٰى حَضْرَتْ مَوْلَانَا اَحْمَدْ رِضَا خَانْ اَلْفَاضِلُ الْبَرِيْلَوِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

ہم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

اتنا سننا تھا کہ مولانا سید محمد علوی سرو قد کھڑے ہو گئے اور ایک ایک

[1] مفتی محمد شریف الحق امجدی، **تحقیقات**، فرید بک سٹال لاہور، 2002ء، ص 47۔

سے معانقہ فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا:

نَحْنُ نَعْرِفُهٗ مِنْ تَصْنِيْفَاتِهٖ وَ تَالِيْفَاتِهٖ. حُبُّهٗ عَلَامَةُ السُّنَّةِ وَبُغْضُهٗ عَلَامَةُ الْبِدْعَةِ

ہم ان کو ان کی تصنیفات و تالیفات سے پہچانتے ہیں، ان سے محبت سنت کی نشانی اور ان سے عداوت بدعتی کی پہچان ہے۔"[2]

مُحَدِّثِ شہیر حضرت علامہ عبد الحکیم خان اختر شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا (اور کیا ہی خوب لکھا) ہے کہ ؎

امامِ اہلِ سنت کون ہے؟ میرے شہا تم ہو
یہ بیڑا سنیوں کا اور اس کے ناخدا تم ہو
حرم والوں نے ہو کر یک زباں اعلان فرمایا
علوم و معرفت میں آج کل سب سے سوا تم ہو
وہ جس کے زہد و تقویٰ کو سراہا شان والوں نے
کہا یوں پیشواؤں نے ہمارے پیشوا تم ہو
تمہی تو قافلہ سالار ہو نوری جماعت کے
ہدایت کی کسوٹی دورِ حاضر میں شہا تم ہو
ہدایت کے تمہی اس دور میں ہو نیرِ تاباں
ہے یہ بے نور اختر اس میں بھی جلوہ نما تم ہو[3]

---

[2] ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، **امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ**، نوری فاؤنڈیشن ممبئی، 2007ء، ص 601۔

[3] علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری، **اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام**، فرید بک سٹال لاہور، 1986ء، ص

سابقہ کام کا جائزہ

امام احمد رضا خان قادری نے سائنسی علوم پر اردو، عربی اور فارسی میں دو سو کے لگ بھگ کتابیں لکھیں۔ ان میں سے بہت ساری شائع ہو چکی ہیں۔ کئی کُتُب کے تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی دینی اور ادبی خدمات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر مُتعدد مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں مگر آپ کی سائنسی خدمات پر بہت کم کام دیکھنے میں آیا ہے۔ بالخصوص آپ کی طبّی علوم میں مہارت پر کسی تعلیمی و تحقیقی ادارے میں کام نظر سے نہیں گزرا۔ رسائل و جرائد میں چند چھوٹے چھوٹے مضامین چھپے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

ماہرینِ فن میں سے حکیم محمد سعید دہلوی کا چھ صفحات پر محیط مضمون **"امام احمد رضا کی طبّی بصیرت"** اور پروفیسر حکیم سعید احسن قادری کا دو صفحات کا مضمون **"جذام، فکرِ امام احمد رضا اور طب"** جہانِ امام احمد رضا کی پندرھویں جلد کی زینت ہیں۔ ڈاکٹر محمد مالک (ایم بی بی ایس) کا سات صفحات پر مشتمل ایک مختصر پمفلٹ بعنوان **"امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس"** بھی چھپ چکا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا سات صفحات پر مشتمل مضمون **"امام احمد رضا اور طب و حکمت"** بھی جہانِ امام احمد رضا کی پندرھویں جلد میں شامل ہے۔

مقاصدِ تحقیق

1. میڈیکل سائنس کی مختلف شاخوں کے حوالے سے امام احمد رضا خان قادری کی مہارت کو منظرِ عام پر لانا۔
2. دواسازی و نسخہ سازی کے حوالے سے امام احمد رضا خان قادری کی مہارت واضح کرنا۔
3. امام احمد رضا خان قادری کی طبّی تحقیقات کی نشاندہی کرنا۔
4. امام احمد رضا خان قادری کی طبّی بصیرت سے اطباء، حکماء اور ڈاکٹروں کو روشناس کرانا۔
5. امام احمد رضا خان قادری کی جانب سے اطباء، حکماء اور ڈاکٹروں کے لیے تجویز کردہ دستور العمل کو سامنے لانا تاکہ یہ حضرات دکھی انسانیت کی بہتر خدمت کر سکیں۔
6. طب سے منسلک لوگوں اور اداروں کو حقوقِ مریضان کے حوالے سے امام احمد رضا خان قادری کی کاوشوں سے روشناس کرانا۔

اُخوت، مساوات، ہمدردی اور خدمت جیسی عظیم اسلامی قدروں کی ترویج کے لیے امام احمد رضا خان قادری کی تعلیمات کو عام کرنا۔

باب اول

جُذام (Leprosy) پر امام احمد رضا کی تحقیق

اَلْحَقُّ الْمُجْتَلٰی فِیْ حُکْمِ الْمُبْتَلٰی کا خلاصہ

جُذام (Leprosy) پر امام احمد رضا خان قادری کا تحقیقی مقالہ اَلْحَقُّ الْمُجْتَلٰی فِیْ حُکْمِ الْمُبْتَلٰی[4] 1907ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- مقالہ میں اولاً دس ایسی احادیث پیش کی گئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جُذام متعدی مرض (Communicable Disease) ہے اس لیے جُذامی سے یوں دُور بھاگنا چاہیے جیسے درندوں سے دُور بھاگتے ہیں، اس سے بات کرنا پڑے تو ایک دو نیزے کی دُوری سے بات کی جائے، اس کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھا جائے، اپنے بستر پر اسے بیٹھنے نہ دیا جائے۔ الغرض اس کے ساتھ نشست و برخاست، مصافحہ و معانقہ اور خورد و نوش وغیرہ سے بچنا چاہیے۔
- اس کے بعد امام احمد رضا خان قادری نے بائیس ایسی احادیث پیش کیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی بھی مرض متعدی نہیں ہوتا۔ ان احادیث میں نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا جُذام کے

---

4 "بیماری کے شکار شخص کے حکم کے بارے میں واضح و روشن حق" یہ مقالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی چوبیسویں جلد میں موجود ہے۔

مریضوں کے ساتھ ایک برتن میں کھانے اور پینے کا ذِکر بھی موجود ہے۔ حتیٰ کہ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جُذام کے ایک مریض کو پانی پلاتے پھر اسی جگہ سے برتن کو منہ لگا کر پانی پیتے جہاں پر مریض نے منہ لگایا ہوتا اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ وہیں سے نوالہ توڑتے جہاں سے مجذوم توڑتا۔ طبیبوں کے طبیب اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سالن کے پیالے میں رکھا تاکہ وہ نوالہ تر کر سکے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بھی امام احمد رضا خان قادری نے نقل کیا کہ کوئی بیماری اُڑ کر ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی، اگر ایسا ہے تو پہلے کو کس سے لگی؟

- دونوں طرح کی احادیث پیش کرنے کے بعد آپ نے واضح کیا کہ پہلی قسم کی احادیث میں اکثر ضعیف ہیں، بعض غایت درجہ حَسَن ہیں، صرف حدیثِ اول کی تصحیح ہو سکتی ہے مگر اس کی صحت کا درجہ دوسری قسم میں پیش کردہ صحیح احادیث سے کم ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطورِ تعلیق لائے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ہر حدیث پر تفصیلی گفتگو فرمائی اور امراض کے متعدی ہونے کے نظریے کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیے۔ یہاں پر اختصار کے پیشِ نظر فقط ایک دو احادیث پر آپ کا کلام پیش کیا جا رہا ہے۔ چوتھی حدیث میں جو یہ فرمایا کہ جُذامیوں کی طرف نظر جما کر نہ دیکھو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی حالت دیکھ کر گھن آئے گی اور نفرت پیدا ہو گی اور ان مصیبت زدوں کو حقیر سمجھو گے جبکہ

کسی کو حقیر سمجھنا اللہ کو پسند نہیں نیز تمہارے اس رویے سے انہیں ایذا پہنچے گی۔ چھٹی حدیث میں ہے کہ ثقیف کے وفد نے حاضر ہو کر نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کا شرف پایا۔ اس وفد میں جُذام کے ایک مریض سے آپ ﷺ نے یہ کہہ کر زبانی بیعت لی کہ "واپس جاؤ، تمہاری بیعت ہو گئی (یعنی زبانی کافی ہے)"۔ امام احمد رضا خان قادری نے اس حدیث کی شرح میں واضح کیا کہ نبی کریم ﷺ کا ان صاحب سے ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہ لینا اس وجہ سے نہ تھا کہ جُذام متعدی مرض ہے اور آپ ﷺ کو اس میں مبتلا ہو جانے کا ڈر تھا بلکہ اس کی وُجوہات درج ذیل تھیں:

1. انہیں مجلسِ اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں۔
2. حُضّار[5] میں کسی کو دیکھ کر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں، خود بینی اس مرض سے بھی سخت تر بیماری ہے۔
3. مریض اہلِ مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلا میں، تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہو گی۔
4. حاضرین کا لحاظِ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عرب و عجم جمہور بنی آدم

[5] حاضرین، موجود لوگ۔

بالطبع ایسے مریض کی قربت سے برا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔

5. **اقول** (میں کہتا ہوں۔ت) ممکن کہ خاطرِ مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصاً نومبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے۔

6. **اقول** (میں کہتا ہوں۔ت) ممکن کہ مریض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں، غرض واقعہ حال محلِ صد گونہ احتمال ہوتا ہے حجتِ عام نہیں ہو سکتا۔[6]

ساتویں حدیث میں بستر لپیٹنے کا جو حکم دیا گیا امام احمد رضا خان قادری نے اس کی ممکنہ وجہ جُذامی کے پاؤں سے رطوبت کا نکلنا بتائی۔

- امام احمد رضا خان قادری نے مجذوم سے دُور بھاگنے کے حکم کی علّتیں بیان کرنے پر ہی اکتفانہ فرمایا بلکہ ان احادیث کا نفی عدویٰ کی احادیث (متعدی ہونے کی نفی والی احادیث) سے منسوخ ہونا بھی ثابت کیا۔
- امراض کے متعدی ہونے کے باطل نظریے کی مکمل تردید کے بعد آپ نے اپنا حتمی تحقیقی فیصلہ ان الفاظ میں رقم فرمایا:

"بالجملہ مذہب معتمد و صحیح و رجیح و نجیح[7] یہ ہے کہ جُذام،

---

[6] امام احمد رضا بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ**، رضا فاؤنڈیشن لاہور، 1997، ص 240/24

[7] رجیح یعنی پسندیدہ، فائق، بہتر؛ نجیح یعنی معقول

کھجلی، چیچک، طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہر گز ہر گز اُڑ کر نہیں لگتی، یہ محض اوہامِ بے اصل ہیں، کوئی وہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہو جاتا ہے کہ ارشاد ہے: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے پاس ہوتا ہوں۔ت) وہ اس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہو گئی۔ "فیض القدیر" میں ہے: بَلِ الْوَھْمُ وَحْدَہٗ مِّنْ اَکْبَرِ اَسْبَابِ الْاِصَابَۃِ (بلکہ اکیلا وہم اسبابِ رسائی میں سے سب سے بڑا سبب ہے۔ت)

اس لیے اور نیز کراہت و اذیت و خود بینی و تحقیرِ مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دُور اندیشی سے کہ مبادا اُسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی اور اب معاذاللہ اِس امر کی حقانیت اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفیٰ ﷺ باطل فرما چکے، یہ اس مرض سے بھی بدتر مرض ہو گا۔ ان وجوہ سے شرعِ حکیم و رحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکمِ استحبابی دیا ہے کہ اس سے دور رہیں اور کاملُ الایمان بندگانِ خُدا کے لیے کچھ حرج

نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور ہونے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ معاذاللہ بیماری اُڑ کر لگ جائے گی، اسے تو اللہ و رسول رد فرما چکے جَلَّ جلالُہٗ و ﷺ۔ اقول (میں کہتا ہوں) پھر ازانجا کہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں، کَمَا قَدَّمْنَا عَنِ النَّوَوِیِّ عَنِ الْقَاضِیْ عَنْ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ (جیسا کہ امام نووی بواسطہ قاضی عیاض ہم جمہور علماء کا قول پہلے بیان کر آئے ہیں۔ت) ہرگز کسی واجبِ شرعی کا معارضہ نہ کرے گا مثلاً معاذاللہ جسے یہ عارضہ ہو اس کے اولاد و اقارب و زوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دُور بھاگیں اور اُسے تنہا و ضائع چھوڑ دیں یہ ہرگز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگز اسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کر سکتی، و للذا ہمارے شیخین مذہب امامِ اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جُذامِ شوہر سے عورت کو درخواست فسخِ نکاح کا اختیار نہیں، اور خُداترس بندے تو ہر بے کس بے یار کی اعانت اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں۔"[8]

- **اطباء کے نزدیک سات امراض متعدی ہیں**

[8] امام بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ**، ص 281/24

امام احمد رضا خان قادری نے شیخِ مُحقِّق عبد الحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اطباء سات امراض کو متعدی مانتے ہیں مگر ان کا یہ نظریہ غیر اسلامی ہے:

"اہلِ جاہلیت کا اعتقاد یہ تھا کہ اگر کوئی تندرست آدمی کسی بیمار کے پہلو میں بیٹھے یا اس کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو تو اس مریض کا مرض تندرست آدمی میں سرایت کر جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اَطباء کے خیال میں متعدی امراض سات ہیں اور وہ یہ ہیں: (1) کوڑھ (2) خارش (3) چیچک (4) خسرہ (5) گندہ دہن ہونا (6) آنکھوں کی بیماری (7) وبائی امراض (یعنی ہیضہ، طاعون وغیرہ) شارِع نے ان سب کے تعدیہ کی نفی فرمائی اور اس کا ابطال کیا۔ پس شارِع کی مراد یہ ہے کہ کسی مرض میں سرایت اور تجاوز نہیں (کہ ایک کا مرض بوجہ اختلاط دوسرے کو لگ جائے) بلکہ قادرِ مطلق نے جس طرح ایک کو بیمار کیا اسی طرح دوسرے کو بھی بیماری لاحق کر دی۔ ت"[9]

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی جانب سے امام احمد رضا کے مؤقف کی تائید

---

[9] حوالہ سابقہ، ص 255/24

امام احمد رضا خان قادری نے ایک سو سترہ سال قبل جو تحقیق پیش کی تھی اسے آج جدید میڈیکل سائنس نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن(WHO)کا کہنا ہے:

The disease is not spread through casual contact with a person who has leprosy like shaking hands or hugging, sharing meals or sitting next to each other.[10]

"جُذام والے شخص کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرنے، کھانا کھانے یا نشست و برخاست کرنے سے یہ بیماری نہیں پھیلتی۔"

امراض کے متعدی ہونے کا تصور اور مریضوں کے سماجی حقوق کی پامالی

جب کوئی شخص کسی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے تو اسے اچھی دیکھ بھال اور اپنوں کی ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے مگر فرنگی طب کے متعدد امراض کے مُتعدّی ہونے کے نظریے کی بدولت مریض کو اس کے اہلِ خانہ سے جُدا کر کے کسی کوٹھڑی میں تنہا چھینک دیا جاتا ہے اور اہلِ خانہ و دیگر اعزّہ واقرباء کو سختی سے

---

10 https://www.who.int/news-room/fact-sheets/detail/leprosy(Accessed 2024) on Jan. 16,

منع کر دیا جاتا ہے کہ مریض کے قریب بھی نہ پھٹکنا ورنہ تم بھی اسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ تنہا کر دیئے جانے والے مریض اپنی اس بیماری کے ساتھ ساتھ کئی نفسیاتی مسائل کا بھی شکار ہو جاتے ہیں، لوگوں کو اپنے سے دُور بھاگتا دیکھ کر ان کی عزتِ نفس بری طرح مجروح ہوتی ہے۔ امام احمد رضا خان قادری نے اپنی تحقیقی نگارشات کے ذریعے ثابت کیا کہ کوئی بھی مرض مُتعدّی نہیں ہوتا یعنی ایک شخص سے دوسرے کو نہیں لگتا۔ اس کے ساتھ ساتھ مجبور و بے کس مریض کی تیمارداری اور خدمت کا شرعی حکم بھی واضح فرمایا تاکہ مریض کی ڈھارس بندھے اور وہ مایوسی کا شکار ہونے کی بجائے جلد رو بصحت ہو سکے۔ امام احمد رضا خان قادری نے ہمدردی، غم خواری، غم گساری، اخوت و محبت و اپنائیت اور مزاج پرسی و تیمارداری کی پامال ہوتی ہوئی اسلامی اقدار کو بچانے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ بالفاظِ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام احمد رضا خان قادری نے ایک طرف طب کو اوہامِ باطلہ سے پاک کیا تو دوسری جانب مریضوں کو سماجی تحفظ فراہم کیا۔

بابِ دوم

طاعون (Plague) پر امام احمد رضا کی تحقیق

تَیۡسِیۡرُ الۡمَاعُوۡنِ لِلسَّکۡنِ فِی الطَّاعُوۡنِ کا خلاصہ

1907ء ہی میں تَیۡسِیۡرُ الۡمَاعُوۡنِ لِلسَّکۡنِ فِی الطَّاعُوۡنِ [11] کے

[11] "طاعون کے دوران گھر میں ٹھہرے رہنے والوں کے لیے بھلائی کو آسان کرنا" یہ مقالہ فتاویٰ رضویہ

نام سے امام احمد رضا خان قادری کا ایک اور تاریخی تحقیقی شاہکار منظرِ عام پر آیا۔اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- طاعون سے فرار گُناہ کبیرہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ طاعون والے علاقے سے بھاگنا ایسے ہے جیسے میدانِ جنگ میں کافروں کے مقابلے سے بھاگنا۔
- فرار کی ترغیب دینے والا بھاگنے والے سے زیادہ گُناہ گار ہے کیونکہ بُرائی کا حکم دینے اور اس کی ترغیب دینے میں بُرائی کرنے سے زیادہ مخالفتِ شرع پائی جاتی ہے۔امام احمد رضا خان قادری نے حدیث مبارکہ کے ذریعے واضح کیا کہ گُناہ گار فقط اپنی جان کو گرفتارِ عذاب کرتا ہے جب کہ گُناہ کی ترغیب دینے والا نہ صرف خود عذاب میں پڑتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کی ترغیب سے جتنے لوگ گُناہ کرتے ہیں سب کا وبال ان سب پر، اور ان سب کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے۔
- طاعون والے علاقے سے بھاگنے کی بجائے صبر کے ساتھ وہاں رہ کر موت سے ہمکنار ہونے والا شہید ہے۔
- طاعون والے علاقے کے باشندوں کو تین وصفوں کے ساتھ اپنے گھروں میں ٹھہرنے کا حکم ہے:

"**اول** صبر واستقلال،

دوم تسلیم و تفویض و رضا بِالقضاء پر طلبِ ثواب،

مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی چوبیسویں جلد میں موجود ہے۔

سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیرِ الٰہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی۔"[12]

- طاعون والے شہر سے نکل کر دوسرے شہر جانا ہی گُناہ کبیرہ نہیں ہے بلکہ اسی شہر کے مضافات میں منتقل ہونا بلکہ اسی شہر کے دوسرے محلے میں چلے جانا بھی گُناہ کبیرہ ہے۔
- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل میرے پاس بخار اور طاعون لائے، میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا اور طاعون کو ملکِ شام بھیج دیا، تو طاعون میری امت کے لیے شہادت و رحمت اور کافروں پر عذاب و نقمت[13] ہے۔ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جب بلادِ شام کی فتح کے لیے لشکر بھیجتے تو دو باتوں پر بیعت لیتے تھے کہ دشمن کے نیزوں سے نہ بھاگنا اور طاعون سے نہ بھاگنا۔ امام احمد رضا خان قادری لکھتے ہیں:

"یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو **فِرارٌ عنِ الطّاعُون** کی ترغیب دینے والا ان کا خیر خواہ نہیں، بدخواہ ہے، اور طبیبوں، ڈاکٹروں کا اس میں صبر واستقلال سے منع کرنا خیر واصلاح کے خلاف باطل راہ ہے۔ اللہ عزّ وجلّ نے رسول اللہ ﷺ کو سارے جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور مسلمانوں پر بالتخصیص رؤف رحیم بنایا، اور صدیقِ اکبر

---

[12] امام احمد رضا بریلوی، تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون، تنظیم نوجوانانِ اہل سنت لاہور، 1994ء، ص 24

[13] سزا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ[14] حدیث میں آیا یعنی جو رافت و رحمت میری امت کے حال پر ابو بکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں، اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں بُرائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کہ اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتےاور بھاگنے سے اس قدر تاکیدِ شدید کے ساتھ منع فرماتے اور صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہِ امت ہیں کیوں اس سے نہ بھاگنے کا عہد و پیمان لیتے؟ معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقتاً امت کے بد خواہ اور اُلٹی مت سمجھانے والے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔"[15]

- **طاعون سے فرار میں مریضوں کے حقوق کی پامالی**

امام احمد رضا خان قادری نے طاعون سے فرار کی ممانعت کی جو حکمت بیان فرمائی انسانی حقوق کی تنظیموں کو اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے:

"جن حکمتوں کی بناء پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک

---

[14] میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے بڑے مہربان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

[15] امام بریلوی، تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون، ص29

حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع
رہ جائیں گے، ان کا کوئی تیمار دار ہو گا نہ خبر گیراں، پھر جو
مریں گے ان کی تجہیز و تکفین کون کرے گا، جس طرح خود
آج کل ہمارے شہر اور گردو نواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا
ہے کہ اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا
رستہ لیا، بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال
کر جہنم کو پہنچائیں، اگر شرعِ مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے
کا حکم دیتی تو معاذاللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں
میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔"[16]

- **اگر طاعون متعدی نہیں تو طاعون والے علاقے میں جانے کی ممانعت کیوں؟**

جیسے طاعون زدہ علاقے سے فرار ناجائز ہے یونہی باہر والوں کو اس علاقے میں جانا بھی ناجائز۔ **تنبیہ نبیہ** کے عنوان سے امام احمد رضا خان قادری لکھتے ہیں:

"جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اس کے لیے
نیتِ حفظِ صحت کا عذر محض جہالت کہ جو بھاگے گا اسی نیت
سے بھاگے گا، یہ نیت جواز کو کافی ہوتی تو بھاگنا جائز ہوتا نہ
کہ حرام فرمایا جاتا۔ یونہی جب دوسری جگہ طاعون ہو تو خاص

[16] حوالہ سابقہ، ص 26

طاعون کے قصد و عزم سے وہاں جانا بھی ناجائز وگُناہ ہے، احادیثِ صریحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی، پہلے میں تقدیرِ الٰہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الٰہی کا مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لیے اظہارِ توکل کا عذر محض سفاہت۔ توکل معارضۂ اسباب کا نام نہیں۔"[17]

- طاعون سے بھاگنے یا اس کا مقابلہ کرنے کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا دوسری جگہ سے اس میں جانا فی نفسہ حرام نہیں ہے البتہ اس کی دو ممکنہ صورتیں ہیں:

1. کامل الایمان انسان (جو یہ جانتا ہے کہ اسے اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی) اگر کسی ضروری کام سے طاعونی شہر میں جائے اور مبتلا ہو جائے تو اسے یہ پشیمانی لاحق نہ ہو گی کہ ناحق یہاں آیا کہ بلا نے لے لیا، یا کسی کام سے شہر سے باہر جائے تو یہ خیال نہ کرے گا کہ خوب ہوا کہ اس بلا سے نکل آیا۔ بالفاظِ دیگر اس کا آنا جیسا ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے کے زمانے میں ہوتا تو اسے خالص اجازت ہے کہ اپنے کاموں کو آئے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال اس کی نیت میں کوئی فساد ہے اور نہ آئندہ فسادِ فکر کا اندیشہ ہے۔

---

[17] حوالہ سابقہ، ص 31

2. اور جو ایسا کامل الایمان نہ ہو اسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لٰہذا کراہت ہے۔

باب سوم

علمِ مافی الارحام (Embryology) پر امام احمد رضا کی تحقیق

(الصمصام اور مقامع الحدید کی روشنی میں)

اَلصَّمْصَامُ عَلٰی مُشَکِّكٍ فِیْ اٰیَةِ عُلُوْمِ الْاَرْحَامِ کا خلاصہ

1897ء میں ایک پادری نے کہا کہ قرآن تو کہتا ہے کہ ماں کے پیٹ کا حال صرف اللہ جانتا ہے مگر ہم نے ایک ایسا آلہ بنالیا ہے جو بچے کی جنس بتادیتا ہے۔امام احمد رضا خان قادری نے اَلصَّمْصَامُ عَلٰی مُشَکِّكٍ فِیْ اٰیَةِ عُلُوْمِ الْاَرْحَامِ [18] کے نام سے مقالہ لکھ کر اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے علم کی نوعیت میں

---

[18] "کاٹنے والی تلوار اس شخص کی گردن پر جو علومِ ارحام سے تعلق رکھنے والی آیتوں میں شک ڈالنے والا ہے" یہ مقالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی چھبیسویں جلد میں موجود ہے۔ اس کی کتابت میں کچھ اغلاط بھی ہیں۔ جب انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے لیکچرار علامہ خورشید احمد سعیدی صاحب نے الصمصام کا انگریزی ترجمہ کیا تو فتاویٰ رضویہ کی جلد 26 کے ساتھ ساتھ بزمِ فکر و عمل کراچی کا 1990ء میں شائع کردہ الصمصام کا نسخہ بھی سامنے رکھا۔ دونوں میں پائے جانے والے تضادات کو دور کرنے کے لیے انہوں نے شرفِ ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا۔ حضرت شرفِ ملت نے جو تصحیح کروائی اس کی تفصیلات ماہنامہ معارفِ رضا کراچی کے اگست 2010ء کے شمارے میں چھپ چکی ہیں۔ احقر نے یہاں اسی کے مطابق عبارات نقل کی ہیں۔

فرق واضح فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے لامتناہی علم کی ایسی نفیس تحقیق رقم فرمائی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مُحقّقین کا کہنا ہے کہ اس مختصر مقالے میں امام احمد رضا نے تقریباً ساٹھ جدید و قدیم علوم کی مدد سے اپنا مؤقف واضح کیا ہے اور ان علوم پر اپنی مہارت کا زبردست ثبوت دیا ہے۔ مقالے کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

- سب سے پہلے آپ نے علم الجنین (Embryology) کے حوالے سے نو (9) ایسی آیات پیش کیں جن میں ارحام (Wombs) میں بچوں کی تخلیق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرتوں کا ذکرِ جمیل ہے۔ کسی آیت میں یہ نہیں ہے کہ کوئی اور ارحام کے اندر کے راز جان نہیں سکتا۔ دائیاں اور اطباء بھی اپنے قیاسات اور مختلف علامات کے ذریعے بچے کی جنس بتا دیتے ہیں، ایسے میں اس نئے آلے پر اِترانا کسی مجنون کو ہی زیب دیتا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

> "قرآن عظیم نے کس جگہ فرمایا ہے کہ کوئی کبھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح تدبیر سے اتنا معلوم نہیں کر سکتا کہ نر ہے یا مادہ۔ اگر کہیں ایسا فرمایا ہو تو نشان دو۔ اور جب یہ نہیں تو بعض وقت بعض اناث کے بعض حمل کا بعض حال بعض تدابیر سے بعض اشخاص نے بعد جہدِ طویل[19] و عجزِ مدید کے

[19] فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور میں یہاں پر کتابت کی غلطی سے "جہل طویل" لکھا ہوا ہے۔ خورشید احمد سعیدی صاحب کا انگریزی ترجمہ Stretched Hard Work ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ "جُہدِ طویل" درست ہے۔

بعض آلاتِ بے جان کا فقیر و محتاج ہو کر اس فانی و زائل و بے اصل و بے حقیقت نام کے ایک ذرۂ علم و قدرت سے (کہ وہ بھی اسی بارگاہِ علیم و قدیر سے حصہ رسد چند روز سے چند روز کے لیے پائے اور اب بھی اسی کے قبضہ واقتدار میں ہیں کہ بے اس کے کچھ کام نہ دیں) اگر صحراء سے ذرہ سمندر سے قطرہ معلوم کر لیا تو یہ آیاتِ کریمہ کے کس حرف کا خلاف ہوا، وہ خود فرماتا ہے:

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ[20]

اللہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے کسی چیز کو مگر جتنی وہ چاہے۔

تمام جہان میں روزِ اول سے اَبدُالآباد تک جس نے جو کچھ جانا یا جانے گا سب اسی اِلَّا بِمَا شَآءَ کے استثناء میں داخل ہے جس کے لاکھوں کروڑوں سر بفلک کشیدہ پہاڑوں سے ایک نہایت قلیل و ذلیل و بے مقدار ذرہ یہ آلہ بھی ہے، ایسا ہی اعتراض کرنا ہو تو بے گنتی گذشتہ و آئندہ باتوں کا جو علم ہم کو ہے اسی سے کیوں نہ اعتراض کرے جو صیغہ يَعْلَمُ مَا فِي

---

[20] سورۃ البقرہ۔ آیت 255

الْاَرْحَامِ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے بعینہٖ وہی صیغہ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آئے گا اور جو کچھ گزرا۔جب ان بے شمار علومِ تاریخی و آسمانی ملنے میں کسی عاقل مُنصِف کے نزدیک اس آیت کا کچھ خلاف نہ ہوا، نہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی پادری صاحب کو ان علوم کے باعث اس آیۂ کریمہ پر لب کشائی کا جنون اُچھلا تو اب ایک ذرا سی آلیا نکال کر اس آیت کا کیا بگاڑ متصور ہو سکتا ہے، ہاں عقل نہ ہو تو بندہ مجبور ہے یا انصاف نہ ملے تو انکھیارا بھی کور ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔"[21]

- اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں اور عام انسانوں حتیٰ کہ دیگر مخلوقات کو جو علم کے خزانے بخشے ہیں ان کے اثبات کے لیے تیرہ (13) آیاتِ قرآنی پیش کی گئی ہیں۔

- **علمِ الٰہی کی خصوصیات**

اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے علم میں فرق واضح کرنے کے لیے امام احمد رضا خان قادری نے اللہ تعالیٰ کے علم کی درج ذیل خصوصیات رقم فرمائیں:

1. علم کا ذاتی ہونا کہ بذاتِ خود بے عطائے غیر ہو۔

[21] امام بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ**، ص 470/26

2. علم کا غنا کہ کسی آلۂ جارحہ[22] وتدبیر و فکر و نظر والتفات وانفعال کا اصلاً محتاج نہ ہو۔
3. علم کا سرمدی ہونا کہ ازلاً ابداً ہو۔
4. علم کا وجوب کہ کبھی کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو۔
5. علم کا ثبات واستمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیر و تبدل فرق تفاوت کا امکان نہ ہو۔
6. علم کا اقصیٰ غایاتِ کمال پر ہونا کہ معلوم کی ذات ذاتیات اعراض احوال لازمہ مفارقہ ذاتیہ اضافیہ ماضیہ آتیہ موجودہ ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ پر مخفی نہ ہو سکے۔[23]
7. علم کا حصر و تخصیص کہ تمام موجودات و ممکنات و مفہومات و ذوات و صفات و نصب و اضافات و واقعیات و موہومات غرض ہر شئ و مفہوم کو علم کا عام و تام و محیط و مستغرق ہونا کہ غیر متناہی معلومات کے غیر متناہی سلاسل اور ہر سلسلے کے ہر فرد سے غیر متناہی علوم متعلق اور یہ سب نامتناہی نامتناہی نامتناہی علوم معاً حاصل ہوں جن کے احاطے سے کوئی فرد اصلاً خارج نہ ہو۔[24]

[22] حواسِ خمسہ ظاہرہ (آنکھ، کان، ناک، منہ، ہاتھ)

[23] امام بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ**، ص 471/26

[24] حوالہ سابقہ، ص 474/26

ایسا علم مخلوق کے لیے ثابت کرنا کُفر ہے۔ مخلوق کو جو علم حاصل ہے وہ ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا عطا کردہ ہے، اس کے لیے مخلوق تفکر وتدبر اور آلات وغیرہ کی محتاج ہے اور وہ علم فانی ہے۔ مخلوق کو حاصل علم اللہ کے لیے ثابت کرنا بھی کُفر ہے۔

- **رحم مادر میں بچے کی جنس معلوم کرنے کے طریقے**

جس آلے پر پادری اِترا رہا تھا اس سے اگر رحم میں بچے کی جنس کا اندازہ ہو بھی جائے تو اس میں کون سی نئی بات ہے کہ پہلے بھی تجربہ کار لوگ رحم کے بائیں یا دائیں طرف بچے کی بیشتر جنبش، حاملہ کے دائیں یا بائیں پستان کے حجم میں افزائش، سرہائے پستان کی رنگت کے سرخ یا جامنی ہونے، عورت کے چہرے کی تاریکی یا شادابی، اس کی حرکات وسکنات میں ہلکے یا بھاری پن، اس کے پیشاب کی رنگت میں سرخی یا سفیدی کے غلبے اور اعلیٰ یا ادنیٰ غذاؤں کی جانب اس کی رغبت سے بچے کی جنس کا اندازہ لگا لیا کرتے تھے۔ ان علامات کے علاوہ امام احمد رضا خان قادری نے بچے کی جنس جاننے کے لیے ایک طبّی نسخہ بھی تجویز کیا ہے جس سے آپ کی طبّی مہارت واضح ہو رہی ہے: "پشم کبود میں زراوند مدقوق بعسل سرشتہ کا صبح عَلَی الرِّیق حمول اور ظہر تک مثل صائم رہ کر مزۂ دہن کا امتحان کہ شیریں ہوا یا تلخ۔"[25] یعنی زراوند موٹی موٹی کوٹ کر شہد میں ملا لیجئے اور پشم کبود میں

[25] حوالہ سابقہ، ص 475/26

لپیٹ کر صافہ بنا کر عورت کی اندامِ نہانی میں رکھ دیجئے اور ظہر تک وہ روزہ دار کی طرح کچھ نہ کھائے پیئے۔ اب دیکھئے منہ کا ذائقہ میٹھا ہوا ہے یا تیکھا۔ اس سے بھی بچے کی جنس معلوم ہو جاتی ہے۔[26]

- **الٹراساؤنڈ مشین کا فارمولا**

آپ نے الٹراساؤنڈ مشین کا فارمولا پوری تفصیل کے ساتھ اس مشین کی ایجاد سے ساٹھ سال قبل علمِ طبیعات (Physics) کے قانون انعکاسِ نور (Law of Reflection of Light) اور قانون انعطافِ نور (Law of Refraction of Light) کے تحت بیان کر کے دنیائے طب میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ لکھتے ہیں:

"بذریعہ قواسر پانچوں حجابوں میں بقدرِ حاجت کچھ توسیع و تفریح دے کر روشنی پہنچا کر کچھ شیشے ایسی اوضاع پر لگائیں کہ باہم تادیۂ عکوس کرتے ہوئے زجاج عقرب پر عکس لے آئیں یا زجاجات متخالفۃ الملا ایسی وضعیں پائیں کہ اشعۂ بصریہ کو حسبِ قاعدۂ معروضہ علم مناظر انعطاف دیتے

[26] منہ کا ذائقہ تیکھا یا تلخ ہو گا تو لڑکا پیدا ہو گا اور میٹھا ہو گا تو لڑکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تلخی عضلاتیت کی دلیل ہے اور مرد کا مزاج عضلاتی ہوتا ہے۔ مٹھاس میں اعصابیت غالب ہوتی ہے اور عورت کا مزاج قشری اعصابی ہے۔ اعصابیت کی وجہ سے ہی وہ ہر ماہ اتنا خون بہاتی ہے اور بچے کو دودھ پلاتی ہے اور اسی اعصابی پن کی بدولت ہی رات رات بھر بچے کے ساتھ سخت مشقتیں جھیلتی ہے جو مرد نہیں جھیل سکتا۔ مرد کے مزاج میں تلخی/عضلاتیت غالب ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اونچے کاموں کی جانب راغب ہوتا ہے جیسے لڑائی جھگڑے، جہاد، جہاز اڑانا وغیرہ وغیرہ۔

ہوئے جنین تک لے جائیں۔"[27]

- کسی سائنسی آلے سے حاصل علم پر اترانے اور قرآنِ عظیم کو جھوٹا قرار دینے کی خواہش رکھنے والے پادریوں اور ڈاکٹروں کو امام احمد رضا قادری نے کیسے خوبصورت انداز میں جھنجوڑا اور ربِ کائنات کی عظمتوں کا کیسے دل نشین انداز میں دفاع کیا ملاحظہ کیجئے:

"اس قسم علم یعنی دانستن کو اگرچہ کیسا ہی ہو حضرت عزت عَزَّتْ عظمۃ سے قرآنِ عظیم نے کب خاص مانا تھا، اس

---

[27] حوالہ سابقہ

جدید میڈیکل سائنس سے منسلک حضرات کے لیے اس عبارت کا انگریزی ترجمہ پیش خدمت ہے تاکہ وہ اسے بآسانی سمجھ سکیں۔ یہ ترجمہ الصصام کے انگریزی ایڈیشن بنام **Embryology: Refutation of a Christian Priest Physician's claim** سے لیا گیا ہے جسے ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے 2006ء میں شائع کیا۔ (مترجم پروفیسر خورشید احمد سعیدی۔ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد) [بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر]

After conveying light by opening and spacing out the five covers, according to the need with the help of some coercive tools, some lenses are set on such places that they may reflect rays and bring them to the nearest mirror, or mutually different lenses i.e. lenses of different thickness are set in such places that they may take optical rays to the fetus by refracting them according to the method of Optics already mentioned.

قسم کے کروڑوں علم عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآنِ عظیم خود غیرِ خدا کے لیے انہیں ثابت فرماتا ہے، ایک اس کے ملنے میں کیا نئی شاخ نکلی کہ آیتِ الٰہی کا خلاف ہو گیا، یہ بھی اس عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ [28] (انسان کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا) کے ناپیدا کنار صحراؤں سے ایک ذلیل ذرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سکھایا جو اسے معلوم نہ تھا۔ دیکھو ابھی تمہیں آیت سنا چکا ہوں کہ اللہ نے تمہیں نکالا ماں کے پیٹ سے نرے جاہل کہ کچھ نہ جانتے تھے پھر تمہیں عقل و ہوش و چشم و گوش دیئے کہ اس کا حق مانو، تم نے اچھا حق مانا کہ اسی کی برابری کرنے لگے، اور اگر یہ مقصود کہ اس سے تمہیں ان سات وجوہِ مخصوصہ بحضرتِ باری عزوجل سے کسی وجہ کا علم مل گیا تو یہ اس سے بھی لاکھوں درجہ بدتر جنون ہے۔ کیا یہ علم تمہارا ذاتی ہے، عطائے الٰہی سے نہیں؟ اہلِ کتاب کہلاتے ہو شاید، ایسا خدائی دعویٰ تو نہ کرو۔ ابھی چند روز ہوئے تم اس آلے سے جاہل تھے اللہ عزوجل نے تمہیں تمہاری بساط کے لائق عقل دی، ریاضی سکھائی، دنیا کمانے کی راہ بتائی، تمہارے

[28] سورۂ علق۔ آیت 5

ذہن میں اس کا طریقہ ڈالا، آنکھیں ہاتھ جوارح دیئے جن کے ذریعہ سے کام کر سکو، جس چیز کا کوئی آلہ بناؤ اور جس چیز پر اسے استعمال میں لاؤ انہیں تمہارے لیے مسخر کیا، اسباب مہیا کر کے تمہارے دل میں اس کا خیال ڈالا، پھر تمہارے جوارح کو کام کی طرف مصروف فرمایا، پھر محض اپنی قدرتِ کاملہ سے بنا دیا اور اس کا بننا تمہارے ہاتھوں پر ظاہر ہوا، تم سمجھے ہم نے اپنی قدرت اپنے علم سے بنا لیا، اندھے ہمیشہ ایسا ہی سمجھا کرتے ہیں جو ظاہری سبب کے غلام اور حلقہ بگوش اور مسبب و خالق و عالم و قادرِ حقیقی سے غافل و بیہوش ہیں كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝[29] (اللہ تعالیٰ یونہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔ت) جیسے قارون ملعون جسے اللہ عزوجل نے بے شمار خزانے دیئے دنیا بھر کی نعمتیں بخشیں جب اس سے کہا گیا اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ[30] بھلائی کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی، تو کافر کیا بکتا ہے اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ[31] یہ تو مجھے ایک علم

[29] سورۃ المؤمن۔ آیت 35

[30] سورۃ القصص۔ آیت 77

[31] سورۃ القصص۔ آیت 78

ملا ہے جو مجھے آتا ہے۔ پھر بدلا دیکھا کس مزے کا چکھا:
فَخَسَفۡنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الۡاَرۡضَ ۟ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنۡ فِئَةٍ يَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُنۡتَصِرِيۡنَ۝[32] (دھنسادیا ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں، پھر نہ ہوئے اس کے کچھ یار کہ اسے بچا لیتے اللہ کی گرفت سے اور نہ وہ مدد لا سکا۔) اور اس علم کا غنی نہ ہونا خود بدیہی کہ ایک بے جان آلے کی بودگی پر ہے، جب تک آلہ نہ تھا تو ڈاکٹر صاحب کچھ نہ کہہ سکتے تھے کہ میم صاحب کے پیٹ میں مس میڈم ہے یا باوالوگ۔ ازلی ابدی واجب کیسے کہہ سکتے ہو جب تم خود ہی حادث فانی باطل ہو۔ ازلی بڑی چیز ہے خود ایامِ حمل ہی میں مدتوں اپنے جہل و عجز کا اقرار کرنا پڑے گا، جب تک نطفہ صورت نہ پکڑے، پانی کی بوند یا خونِ بستہ یا گوشت کا ٹکڑا رہے ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری کچھ نہیں چل سکتی کہ نر نظر آتا ہے یا مادہ۔ کیا تمہارا علم ثابت و نا قابلِ نقصان و زیادت ہے؟ استغفراللہ۔ قبل مشاہدہ کی حالت کو مشاہدۂ اجمالی، مشاہدۂ اجمالی کو نظرِ تفصیلی، نظرِ تفصیلی بالائی کو نظر بعد تشریح عملی سے ملاؤ،

32 سورۃ القصص۔ آیت 81

حالتِ التفات و ذہول کا فرق دیکھو، پھر طریانِ نسیان[33] تو سرے سے ارتفاع ہے، کیا تمہارا علم کامل ہے، حاش للہ، اِضافات بتانے کی کیا قدرت کہ وہ غیر متناہی ہیں، مثلاً اس کے بدن کا کوئی ذرہ لے لیجئے اور اس کی ماں کے بدن اور تمام اجسامِ عالم میں جتنے نقطے فرض کیے جا سکتے ہیں اس کے بدن کے ہر ذرے کا اس ہر نقطۂ ارضی و سماوی و شرقی و غربی و جنوبی و شمالی و نزدیک و دور و موجود و حال و ماضی و استقبال سے بُعد بتاؤ، یہ لَا تُعَدُّ وَ لَا تُحْصٰی[34] خطوط جو ہر نقطۂ جسمِ جنین سے تمام نقاطِ عالم تک نکل کر بے حد و بے شمار زاویے بناتے آئے ہر زاویے کی مقدار بولو، نہ سہی یہی بتا دو کتنے خطوط پیدا ہوں گے، نہ سہی یہی کہہ دو کہ تمام اجسامِ جہاں میں کتنے نقطے نکلیں گے، نہ سہی اتنا ہی کہو کہ صرف جنین کے بدن میں کس قدر نقاط مانے جائیں گے اور جب یہ ادنیٰ علم جو علومِ الٰہیہ متعلقہ بجنین کے کروڑہا کروڑ کے حصوں سے ایک حصہ بھی نہیں، ایک جنین میں بھی اس قلیل کے اَقَلُّ القلیل[35] حصے کا جواب نہیں دے سکتے اگرچہ دنیا بھر

---

[33] نسیان طاری ہونا

[34] لاتعداد، بے حساب، ان گنت

[35] تھوڑے کا بھی بہت تھوڑا، قلیل ترین

کے ڈاکٹر و پادری اکٹھے ہو جاؤ تو باقی علوم کی کیا گنتی ہے؟ حالانکہ واللہ العظیم یہ تمام علوم تمام نسبتیں تمام خطوط تمام نقاط تمام زاویے تمام مقادیر[36] گزشتہ و موجودہ و آئندہ تمام جن و بشر و حیوانات کے تمام حملوں[37] میں ربُّ العزّت آنِ واحد میں معاً تفصیلاً ازلاً ابداً جانتا ہے اور یہ اس کے بحارِ علوم سے ایک قطرہ بلکہ بے شمار یَم سے ادنیٰ نَم[38] ہے اور یہ سب کا سب مع ایسے ایسے ہزارہا علوم کے جن کی اجناس کلیہ تک بھی وہم بشری نہ پہنچ سکے، شمارِ افراد درکنار انہی دو کلموں کی شرح میں داخل ہیں کہ **يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ** جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں ہے۔ تمہاری تنگ نظری کوتاہ فہمی دو لفظ دیکھ کر ایسے سستے سمجھ لیے کہ ایک آلے کی ناچیز و بے حقیقت ہستی پر علمِ ارحام کے مدعی بن بیٹھے۔"[39]

- آگے چل کر امام احمد رضا خان قادری نے اس مقالے میں ارحام کی اندرونی ساخت اور نطفے سے لے کر بچے کی پیدائش تک کے مراحل پر ایسے سوالات

---

[36] مقدار کی جمع

[37] حمل کی جمع (Pregnancies)

[38] یم یعنی سمندر اور نم یعنی تری۔

[39] امام بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ**، ص 476/26

قائم فرمائے جن کا جواب دینے سے دنیا بھر کے ڈاکٹرز اپنے تمام تر جدید تشخیصی آلات کے باوجود عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے، ان کا کوئی آلہ نہ ان سوالوں کے جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے نہ کبھی ایسا آلہ بن پائے گا۔ بلاشبہ یہ مقالہ امام احمد رضا خان قادری کی علم تشریح الاعضاء (Anatomy)، علم منافع الاعضاء (Physiology) اور علم الجنین (Embryology) وغیرہ پر مہارتِ تامہ کا ثبوت ہے۔

- پادری کے اعتراض کا جواب مکمل کرنے کے بعد امام احمد رضا قادری نے عیسائیوں کے بیہودہ عقائد و نظریات پر بھی انہیں جھنجھوڑا اور درج ذیل الفاظ پر اپنا مقالہ ختم کیا:

> "اللہ اللہ یہ قوم، یہ قوم، یہ سراسر لوم [40]، یہ لوگ، یہ لوگ جنہیں عقل سے لاگ [41]، جنہیں جنون کا روگ، یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ یہ پہلے اپنی ساختہ بائبل تو سنبھالیں، قاہر اعتراض باہر ایراد [42] اس پر سے اٹھالیں، انگریزی میں ایک مثل کیا خوب ہے کہ شیش محل

---

[40] گھٹیا، کم ظرف۔

[41] دشمنی، عداوت۔

[42] واضح عیب۔

کے رہنے والو پتھر پھینکنے کی ابتدا نہ کرو یعنی رب جبار قہار کے محکم قلعوں کو تمہاری کنکریوں سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے مگر ادھر سے ایک پتھر بھی آیا تو حِجَارَۃٌ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ (کنکر کا پتھر۔ت) کا سماں کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ (کھائی ہوئی کھیتی۔ت) کا مزہ چکھادے گا۔"[43]

مَقَامِعُ الْحَدِیْدِ عَلٰی خَدِّ الْمَنْطِقِ الْجَدِیْدِ

سے امام احمد رضا خان کی طبّی مہارت کا ثبوت

علم منافع الاعضاء (Physiology) اور علم الجنین (Embryology) پر امام احمد رضا خان قادری کی گرفت دیکھنا چاہیں تو مَقَامِعُ الْحَدِیْدِ عَلٰی خَدِّ الْمَنْطِقِ الْجَدِیْدِ[44] کا مطالعہ کیجئے۔ ایک فلسفی (جس کا کہنا تھا کہ بدنِ انسانی میں جو کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا اس سے کوئی تعلق نہیں، بندوں کے بدنوں میں اس کا کوئی تصرف نہیں) کے رد میں لکھے گئے اس مقالے سے سورۃ یونس کی ایک آیتِ مبارکہ (نمبر 31) کے کچھ حصے کی تفسیر پیشِ خدمت ہے جو ایک طرف اللہ تعالیٰ کے اختیارات و تصرفات اور قدرتوں کا نظارہ کراتی ہے تو دوسری طرف بدنِ انسانی کے اندر کے نظام ہائے ہضم و تولید وغیرہ پر امام احمد رضا خان قادری کی گہری نظر کا بھی پتا دیتی ہے۔ اس تحریر کا لطف وہ طبیب لے

---

[43] امام بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ**، ص 486/26

[44] "لوہے کے گرز منطق جدید کے رخسار پر" یہ مقالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی ستائیسویں جلد میں موجود ہے۔

سکتا ہے جو علم منافع الاعضاء اور علم الجنین وغیرہ کی باریکیوں کا شناسا ہو، وہ عالم لے سکتا ہے جو تقدیسِ الٰہی کو سمجھتا ہو اور وہ ادیب لے سکتا ہے جو عبارت کی سلاست اور فصاحت و بلاغت کا شناور ہو:

"وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ اور کون تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی

آسمان میں اس کے کام،

زمین میں اس کے کام،

ہر بدن میں اس کے کام،

کہ غذا پہنچاتا ہے،

پھر اسے روکتا ہے،

پھر ہضم بخشتا ہے،

پھر سہولتِ دفع کو پیاس دیتا ہے،

پھر پانی پہنچاتا ہے،

پھر اس کے غلیظ[45] کو رقیق[46]، لَزِج[47] کو مُنْزَلِق[48] کرتا ہے،

پھر ثُفلِ کیلوس[49] کو امعا[50] کی طرف پھینکتا ہے،

---

[45] گاڑھا

[46] پتلا

[47] چپکنے والا

[48] پھسلنے والا

[49] معدے کے عمل اور اثر سے جب غذا بجو کے جوش دیئے ہوئے پانی یعنی آشِ بجو کی مانند گاڑھی اور

پھر ماساریقا[51] کی راہ سے خالص کو جگر میں لے جاتا ہے،
وہاں کیموس[52] دیتا ہے،
تلچھٹ کا سودا، جھاگوں کا صفراء، کچے کا بلغم، پکے کا خون بناتا
ہے[53]، فضلہ کو مثانہ کی طرف پھینکتا ہے،

سفید ہو جاتی ہے تو اسے کیلوس (Chyle) کہا جاتا ہے۔ گویا یہ غذا کا خلاصہ اور ماحصل ہوتا ہے۔

[50] امعاء (Intestines) یعنی آنتیں

[51] وہ باریک باریک رگیں جو معدے اور آنتوں سے کیلوس (خلاصۂ غذا) کو جذب کر کے جگر میں پہنچاتی ہیں ماساریقا (Mesenteric Arteries) کہلاتی ہیں۔

[52] غذا کا خلاصہ اور ماحصل یعنی کیلوس جگر میں پہنچتا ہے تو اس کی ایک بار پھر پکائی ہوتی ہے پکنے کے بعد اب یہ کیموس (Chyme) کہلاتا ہے۔

[53] کیموس جگر کی حرارت سے پک کر خون کہلاتا ہے۔

- کیموس کا جو حصہ زیادہ حرارت سے پک کر زرد ہو جاتا ہے صفراء (Yellow Bile) کہلاتا ہے یہ جسم کی ضرورت کے مطابق استعمال ہو کر باقی پتے میں جمع ہو جاتا ہے۔
- کیموس کے جس حصے کو حرارت کم پہنچتی ہے اس کا رنگ سفید رہ جاتا ہے اسے **بلغم** (Phlegm) کہتے ہیں۔
- کیموس کے جس حصے کو بہت زیادہ حرارت پہنچ جاتی ہے وہ سرخ رنگ کے دھوئیں کی شکل اختیار کرتا ہے اسے ریح (Air) کہتے ہیں۔
- کیموس کا جو حصہ حرارت سے محروم رہتا ہے سیاہی مائل گاڑھا ہو کر تلچھٹ کی طرح تہہ نشین ہو جاتا ہے اسے سوداء (Black Bile) کہتے ہیں۔

ان چاروں اخلاط (صفراء، بلغم، ریح اور سوداء) کا مرکب خون ہے۔ کیموس کی یہ چار کیفیات بیان کر کے امام احمد رضا خان قادری نے **نظریہ مفرد اعضائے اربعہ** کی طرف رہنمائی کر دی ہے۔ (اگرچہ امام کے وصال کے پچپن برس بعد یہ نظریہ وجود میں آیا)۔ جو اطباء ابھی تک ثلاثہ اور اربعہ کے جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہیں ان کے لیے امام کی یہ عبارت نشانِ منزل ہے۔ امام احمد رضا خان قادری اور دیگر علمائے اہل سنت کے افادات پر مشتمل عملیات و تعویذات اور طبی نسخوں کی مشہورِ زمانہ تصنیف **"شمع شبستانِ رضا"** کے مرتب

پھر انہیں بَابُ الکَبِدْ[54] کے راستہ سے عروق[55] میں

بہاتا ہے،

پھر وہاں سہ بارہ پکاتا ہے،

بے کار کو پسینہ بنا کر نکالتا ہے،

عطر کو بڑی رگوں سے جَدَاوِلْ[56]، جَدَاوِلْ سے سَوَاقِیْ[57]،

سَوَاقِیْ سے باریک عروق، پیچ در پیچ تنگ بر تنگ راہیں چلاتا

ہوا رگوں کے دہانوں سے اعضاء پر انڈیلتا ہے،

پھر یہ مجال نہیں کہ ایک عضو کی غذا دوسرے پر گرے، جو

جس کے مناسب ہے اسے پہنچاتا ہے،

پھر اعضاء میں چوتھا طبخ[58] دیتا ہے کہ اس کی صورت کو

چھوڑ کر صورتِ عضویہ لیں،

نے حصہ سوم کی کتاب الامراض کے آغاز میں لکھا "اب یہ طریقہ ذہن نشین کر لیں تاکہ مرض کی شناخت میں مدد مل سکے۔ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اربعہ عناصر یعنی چار چیزوں سے بنایا ہے؛ صفراء (آگ)، سوداء (مٹی)، بلغم (پانی)، خون (ہوا)" [علامہ اقبال احمد نوری، **شمع شبستانِ رضا**، قادری رضوی کتب خانہ لاہور، 2011ء، ص91/3] اس سے بھی **نظریہ مفرد اعضائے اربعہ** کی تائید ہوتی ہے۔

[54] جگر کا وہ مقام جہاں اس میں بڑی ورید داخل ہوتی ہے باب الکبد (Porta Hepatis) کہلاتا ہے۔

[55] رگیں (Arteries)۔

[56] چھوٹی نہریں یعنی ریشوں کی مانند باریک رگیں جو آنتوں سے غذا وغیرہ جذب کر کے جگر میں آتی ہیں (Arteriols)۔

[57] نہروں سے نکلنے والے نالے یعنی رگوں کی شاخیں، عروقِ شعریہ (Capillaries)۔

[58] چوتھی دفعہ حرارت سے پکاتا ہے۔

ان حکمتوں سے بقائے شخص کو مَا یَتَحَلَّل کا عوض[59] بھیجتا ہے،
جو حاجت سے بچتا ہے اسے بالیدگی دیتا ہے،
اور وہ ان طریقوں کا محتاج نہیں،
چاہے تو بے غذا ہزار برس جِلائے اور نماءِ کامل پر پہنچائے،
پھر جو فضلہ رہا اسے منی بنا کر صلب و ترائب[60] میں رکھتا ہے،
عقد[61] وانعقاد[62] کی قوت دیتا ہے،
زن و مرد میں تالیف کرتا ہے،
عورت کو باوجود مشقتِ حمل و صعوبتِ وضع شوق بخشتا ہے،
حفظِ نوع کا سامان فرماتا ہے،

---

[59] اس چیز کا عوض جو جسم میں تحلیل ہو جائے، اجزائے بدن ہر آن تحلیل ہوتے رہتے ہیں اور غذا بدن کا جزو بن کر ان کی جگہ لیتی رہتی ہے اس لیے بدن کا جزو بننے والی غذا کو بدلِ مایتحلل کہتے ہیں۔

[60] صلب ریڑھ کی ہڈی کے گودے کو کہتے ہیں اور چونکہ یہ ہڈی انسان کی پشت کے درمیان ہوتی ہے اس لیے اس ہڈی کو اور پشت کو بھی صلب ہی کہہ دیا جاتا ہے جبکہ سینہ کی ہڈیوں / پسلیوں کو ترائب کہتے ہیں۔ منی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی، عمل انہضام کے چوتھے مرحلے پر پیدا ہوتی ہے اور یہ انہضام چونکہ انسانی دھڑ کے اندرونی حصے میں واقع ہوتا ہے اس لیے اسے صلب اور ترائب یعنی پیٹھ اور سینے کے درمیان سے ذکر کیا گیا ہے۔

[61] نکاح۔

[62] حمل ٹھہرنا۔

رحم کو اذنِ جذب دیتا ہے،
پھر طبخ دے کر گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے،
پھر اس میں کلیاں کنچھیاں[63] نکالتا ہے،
قسم قسم کی ہڈیاں ، ہڈیوں پر گوشت، گوشت پر پوست،
سینکڑوں رگیں، ہزاروں عجائب،
پھر جیسی چاہے تصویر بناتا ہے،
پھر اپنی قدرت سے روح ڈالتا ہے،
بے دست و پا کو ان ظلمتوں میں رزق پہنچاتا ہے،
پھر قوت آنے کو ایک مدت تک روکے رہتا ہے،
پھر وقتِ معین پر حرکت و خروج کا حکم دیتا ہے،
اس کے لیے راہ آسان فرماتا ہے،
مٹی کی مورت کو پیاری صورت، عقل کا پتلا، چمکتا تارا، چاند کا ٹکڑا کر دکھاتا ہے،
فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ[64] (تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔ ت)،
اور وہ ان باتوں کا محتاج نہیں، چاہے تو کروروں انسان پتھر سے نکالے، آسمان سے برسالے۔

---

[63] کونپلیں۔

[64] سورۃ المؤمنون۔ آیت 14

ہاں بتاؤوہ کون ہے جس کے یہ سب کام ہیں؟

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ اب کہا چاہتے ہیں کہ اللہ۔

فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں؟

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ[65] (ہم ایک اللہ پر ایمان لائے۔ت)

آہ! آہ! اے مُتَفَلْسِف مسکین! کیوں اب بھی یقین آیا یا نہیں کہ تدبیر و تصرف اسی حکیم علیم کے کام ہیں؟ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ۔

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ○[66] (پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔ت)

فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں یہ دو حرف مختصر بقدرِ ضرورت ذکر کیے،

ورنہ روزِ اول سے اب تک جو کچھ ہوا، اور آج سے قیامت، اور قیامت سے ابدالآباد تک جو کچھ ہو گا وہ سب کا سب ان دو لفظوں کی شرح ہے کہ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ (وہ تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ت)

سُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ شَانَهٗ (وہ پاک ہے اور کتنی عظیم اس

---

[65] سورۃ حم السجدہ۔ آیت 84

[66] سورۃ حم السجدہ۔ آیت 84

کی شان ہے۔ت)"[67]

نطفہ کے خواص اور رحم مادر میں اس کے کردار پر امام احمد رضا خان کی حیران کن تحقیق

امام احمد رضا خان قادری نے اپنے ایک فتوے میں بتایا ہے کہ رحم مادر کے دو خانے ہیں۔ مرد کا نطفہ غالب ہو اور دائیں خانے میں گرے تو بچے کا مزاج کچھ اور ہو گا اور بائیں خانے میں گرے تو کچھ اور، یونہی عورت کا نطفہ غالب ہو اور وہ دائیں خانے میں گرے تو بچے کی عادات و اطوار کا رنگ ڈھنگ کچھ اور ہو گا اور اور بائیں خانے میں گرے تو کچھ اور۔ ملاحظہ کیجئے یہ دلچسپ اور حیرت انگیز تحقیق:

"عورت کے رحم میں دو (2) خانے ہیں؛ دہنا خانہ لڑکے کے لیے اور بایاں لڑکی کے واسطے، اور نطفہ مرد کا غالب آئے تو لڑکا بنتا ہے اور عورت کا غالب پڑا تو لڑکی بنتی ہے،

- پھر اگر مرد کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے سیدھے خانے میں پڑا تو لڑکا ہو گا، ظاہر و باطن مرد،
- اور عورت کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں پڑا تو لڑکی ہو گی، ظاہر و باطن عورت،
- اور اگر نطفہ مرد کا غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں گرا تو ہو گا صورت میں لڑکا، مگر دل میں

[67] امام بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ**، ص 114/27

زنانہ۔اسے داڑھی منڈانے، گہنا پہنے، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے، عورتوں کے سے بال بڑھا کر چوٹی گندھوانے یا جوڑا باندھنے یا بکھرے ہوئے رکھنے، کلیوں دار غرارہ دار پائنچہ پہنے، سرخ نیفہ ڈالنے وغیرہ وغیرہ کسی زنانی وضع کا شوق ہو گا،

- اور اس حالت میں مرد کا نطفہ خفیف غالب تھا تو بلکل زنانہ زنخہ بن جائے گا،
- اور اگر نطفہ عورت کا غالب آیا اور رحم کے دہنے خانے میں گرا تو ہو گی صورت میں لڑکی مگر دل میں مردانی۔ اسے انگرکھا پہنے، ٹوپی رکھنے، عمامہ باندھنے، گھوڑے پر چڑھنے ، تلوار اٹھانے، تیر اندازی کرنے، مردانہ جوتا پہنے وغیرہ وغیرہ کسی مردانی وضع کا ذوق ہو گا۔"[68]

باب چہارم

اطباء کے لیے امام احمد رضا کا مُرتّب کردہ دستور العمل

طبیب کی اہلیت کا معیار

طب کی مختلف شاخوں کے حوالے سے امام احمد رضا خان قادری کی جلیل القدر خدمات کا تعارف آپ کے کچھ تحقیقی مقالات کی روشنی میں پچھلے تین ابواب میں پیش کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے نہ صرف اپنی تحقیقات سے طبّی

---

[68] حوالہ سابقہ، ص 600/21

دنیا میں موجود تعدیۂ امراض سے متعلق توہمات کا خاتمہ کیا اور مریضوں کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی بلکہ اَطِبّاء کی اہلیت اور ان کی تربیت پر بھی پوری توجہ دی۔۔آپ سے پوچھا گیا کہ ایک طبیب جس نے باقاعدہ طب کا علم حاصل کیا ہے اور نظری و عملی طریقۂ مروجہ سے تکمیل کر چکا ہے اپنے پیشے سے دل برداشتہ رہتا ہے کہ فن کی تمام ترجزئیات کا ہمیشہ ذہن میں حاضر رہنا مشکل امر ہے اگر تشخیص وعلاج میں غلطی ہو گئی تو آخرت میں کیا جواب دے گا، یہ پیشہ جاری رکھنے میں از روئے شرع شریف اس پر کیا وبال ہے اور کیا وہ اس پیشے کا اہل ہے، اگر وہ اس پیشے کو ترک کردے تو کوئی شرعی قباحت تو لازم نہیں آتی۔

آپ نے جواباً طبیب کی اہلیت کے لیے درج ذیل معیار بیان فرمایا:

1. نظریاتی (Theoretical)اور عملی(Practical) طور پر باقاعدہ طب کی تعلیم حاصل کی ہو۔
2. ایک مدت تک کسی ماہر طبیب کی نگرانی میں تشخیص وعلاج کا تجربہ حاصل کیا ہو۔
3. اکثر مریض اس کے ہاتھ پر شفایاب ہوتے ہوں اور کم حصہ ناکامیاب رہتا ہو۔
4. اس سے بڑی غلطیاں نہ سرزد ہوتی ہوں۔

جس شخص میں یہ اہلیت موجود ہو وہ طبابت کا پیشہ اختیار کرے ورنہ اس کے لیے اس کام میں ہاتھ ڈالنا حرام ہے۔اگر وہ اس پیشے کو ترک کرنا چاہے تو اس علاقے میں اور اہل طبیب کی موجودگی کی صورت میں جائز ہے ورنہ نہیں۔ملاحظہ کیجئے امام کے اپنے الفاظ:

"اہل کو اس کا ترک بلا مضائقہ جائز ہے جبکہ وہاں اور طبیب

اہل موجود ہو اور نااہل کو اس میں ہاتھ ڈالنا حرام ہے اور اس کا ترک فرض۔ جس نے اس فن کے باقاعدہ نظریات و عملیات حاصل کیے اور ایک کافی مدت تک کسی طبیبِ حاذق کے مطب میں رہ کر کام کیا اور تجربہ حاصل ہوا اکثر مرضیٰ اس کے ہاتھ پر شفاء پاتے ہوں کم حصہ ناکامیاب رہتا ہو، فاحش غلطیاں جیسے بے علم ناتجربہ کار کیا کرتے ہیں تشخیص و علاج میں نہ کیا کرتا ہو وہ اہل ہے اور اسے بنظرِ نفعِ رسانی خلائق و مسلمین اس سے دست کش ہونا نہ چاہیے خصوصاً جب کہ دوسرا ایسا وہاں نہ ہو۔ بعض اوقات تشخیص یا علاج میں غلطی واقع ہونا منافی اہلیت نہیں کہ غلطی سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں و بس۔"[69]

اطباء کے لیے دستور العمل

رنگون سے ایک نئے طبیب مولانا عبد العزیز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خط کے جواب میں امام احمد رضا خان قادری نے انہیں کچھ ہدایات لکھیں جو ایک طرف تمام حکماء، اَطِبّاء اور ڈاکٹرز کے لیے بنیادی ضابطۂ اخلاق کا درجہ رکھتی ہیں تو دوسری جانب امام احمد رضا خان قادری کی علمِ طب میں مہارتِ تامہ کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ یہ خط **کلیات مکاتیب رضا** کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 147 سے 151 تک پھیلا ہوا ہے[70]۔ یہاں بغرضِ اختصار اس ضابطۂ اخلاق و دستور

[69] امام بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ**، ص 206/24

[70] ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، **کلیات مکاتیب رضا**، مکتبہ نبویہ لاہور، 2005ء، ص 2/147-151

العمل کے نکات کا خلاصہ لکھا جاتا ہے:

1. جس طرح فقہ میں کئی ایسے معاملات پیش آتے ہیں جو کتابوں میں نہیں ملتے یونہی طب میں بھی بے دیکھی چیز پر حکم لگانا ہوتا ہے۔ طبیب اگر مہارتِ تامہ نہیں رکھتا تو اتفاق سے ٹھیک تشخیص کر بھی لی تب بھی گنہگار ہوا۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ جو طب کرنے بیٹھا جبکہ مکمل علم نہیں رکھتا تو ضامن ہو گا یعنی مریض کی جان چلی جائے تو خون بہا اس کی گردن پر ہو گا۔ اس لیے تم ابھی مستقل طور پر تنہا مطب نہ کرو، اپنی رائے کو رائے نہ سمجھو اور استاد سے مشورے لیتے رہو۔
2. جس نے تعلیم مکمل ہونے کے بعد اپنے آپ کو عالم مستقل جانا اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں۔ لہٰذا کسی چھوٹے بڑے سے رائے لینے میں شرم محسوس نہ کرو۔
3. محض تجربہ کی بناء پر علاج نہ کرو بلکہ ہر مریض کے معاملے میں موسم، علاقہ، عمر اور مزاج وغیرہ پر غور کرو کہ ایک موسم میں ایک مریض کے لیے ایک نسخہ سینکڑوں بار آزمایا گیا اور کامیاب رہا مگر ضروری نہیں کہ موسم بدلنے پر بھی کام کرے، بلکہ ممکن ہے کہ نقصان دہ ثابت ہو۔
4. ممکن ہے کہ ایک نسخہ ایک مرض کے لیے مختلف موسموں، علاقوں، عمروں اور مزاجوں میں فائدہ مند رہا مگر ان مریضوں کا مرض سادہ تھا، اب جس مریض کو دے رہے ہو اس کا مرض مرکب ہے تو ممکن ہے کہ اسے نقصان دے۔

5. کبھی بھی کسی ایک طریقۂ تشخیص (نبض، قارورہ، حال احوال کی دریافت وغیرہ) پر اعتماد نہ کرو۔ ہو سکتا ہے نبض دیکھ کر تم جو رائے قائم کرو قارورہ دیکھنے سے وہ بدل جائے۔ للذا تشخیص کے لیے ایک سے زائد طریقے استعمال میں لاؤ اور اللہ تعالیٰ سے درست تشخیص کے لیے مدد چاہو۔

6. کسی بھی مرض کو ہلکا سمجھ کر تشخیص وعلاج میں سستی نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ قلّتِ تحقیق سے جسے تم نے آسان سمجھا وہ بہت ہی مشکل معاملہ ہو۔ کیا تم نے نہ پڑھا کہ دِق (ٹی بی) سا دشوار مرض پہلے آسان معلوم ہوتا ہے۔

7. مریض یا تیمار دار کے بیان پر کلی بھروسہ نہ کرو، ممکن ہے کوئی اہم بات انہوں نے معمولی سمجھ کر نہ بتائی ہو یا جو کچھ بتایا ہو وہ خلافِ حقیقت ہو۔ میں نے مسائل میں سینکڑوں مرتبہ آزمایا ہے کہ سائل کے بیان سے حکم کچھ اور سامنے آیا مگر جب تفصیلات حاصل کی گئیں تو حکم بدل گیا۔ بہت مواقع پر مفتی کو رخصت ہے کہ صرف سائل کے بیان پر فتویٰ جاری کر دے مگر طبیب کو مکمل تشخیص کے بغیر زبان کھولنے کی ہر گز اجازت نہیں۔

8. اکثر اَطِبّاء نسخہ لکھ کر مریض کو تھما دیتے ہیں اور طریقۂ استعمال اس خیال سے زبان سے بول کر نہیں بتاتے کہ میڈیکل اسٹور والا بتا دے گا مگر گاہکوں کے ہجوم کے باعث میڈیکل اسٹور والوں کے اپنے حواس اکثر گم رہتے ہیں، سرسری سی بات کر کے اپنے پیسے کھرے کر کے مریض کو

رخصت کر دیتے ہیں۔ بار ہا غلط استعمال سے مریض نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ مریض کو دوا کا طریقۂ استعمال اچھی طرح سمجھایا جائے۔

9. اکثر اَطِبّاء نے کج خلقی و بدزبانی و خردماغی و بے اعتنائی اپنی پہچان بنالی ہے۔ گویا طب کسی مرضِ مُزمِن (پرانی بیماری) کا نام ہے جس نے یوں بدمزاج کر لیا۔ طبیب کے لیے یہ بات دین و دنیا میں زہر ہے۔ دین میں یوں کہ حاجت مند کے ساتھ سختی اور تکبر بہت بری چیز ہے اور دنیا میں یوں کہ مریضوں کی آمد کم ہو جائے گی۔ طبیب پر واجب ہے کہ اچھے اخلاق، میٹھی زبان اور تواضع و حلم کو اپنائے کہ اس کا اچھا رویہ مریض کا آدھا مرض دور کر دیتا ہے۔اس طرح خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے جس سے ہاتھ میں شفاء پیدا ہوتی ہے۔

10. کچھ اَطِبّاء کی عادت ہے کہ نبض پر ہاتھ رکھتے ہی کہیں گے کہ اس مرض کا علاج تو بہت مشکل سے ہو گا تاکہ مریض صحت یاب ہو کر زیادہ شکر گزار ہو اور شہرت بھی ہو جائے کہ بہت مشکل مرض کا علاج کرنے والا طبیب ہے۔یہ محض جاہلانہ رویہ ہے۔ مرض کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو مریض کو اس کی بو بھی نہ آنے پائے کہ اس سے درد مند دل ٹوٹے گا اور پریشانی مرض میں اضافے کا باعث ہو گی۔ طبیب کو چاہیے کہ مریض کو تسلی دے کہ اب آپ اچھے ہو جائیں گے۔

11. بعض ایسے احمق ہیں کہ مرض سمجھ نہ آئے تو اندازے سے ایک دوا لکھ دیتے ہیں کہ کام کر گئی تو ٹھیک ورنہ مرض کا حال کچھ تو واضح ہو گا۔ یوں دوا کو ذریعۂ تشخیص بنانا حرام قطعی ہے۔ علاج بعد تشخیص ہونا چاہیے نہ کہ تشخیص بعد علاج۔

باب پنجم

طب میں امام احمد رضا کی عملی مہارت

تجویزِ دواء و غذاء

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی توشۂ غوثِ اعظم کے نسخے میں لوگوں کی آسانی کے لیے امام احمد رضا خان قادری کی جانب سے ترمیم کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

> "انہیں [سید ایوب علی صاحب] کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے کسی مراد کے لیے حضور [امام احمد رضا خان قادری] کے فرمانے پر حضور پُر نور سیدنا غوثِ پاک حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا توشہ شریف مانا تھا جس کا نسخہ یہ ہے:
>
> توشہ حضور برائے قضائے حاجات و نیلِ مرادات بہدف ست باید کہ ایں توشہ اگر توفیقِ رفیق باشد پیش از حصولِ مقصود ادا نماید: میدۂ گندم 5 مار، شکر تری 5 مار، روغن زرد

5 مار، مغز بادام 1 مار، پستہ 1 مار، کشمش 1 مار، ناریل 1 مار، قرنفل، دار چینی، الائچی خورد، ازیں ہر سہ پنج چھٹانک ہر ہمہ راایکجا کردہ حلوا بپزد و بصلحا بخوراند۔ اصل نسخہ ہمیں قدرست و در کم و بیش نمودن ایں توشہ مختارست بقدر میسر بعمل آرد۔ (الفوز بالامال فی الاوفاق والاعمال)

مذکورہ بالا نسخہ کی نسبت حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس میں قرنفل اور دار چینی ہے۔ فی زمانہ لوگ کھانے میں تکلف کرتے ہیں۔ للہٰذا ان کے بدلے چرونجی، کیوڑا وغیرہ شامل کر دیں، مصارف میں تخفیف کی نیت نہ ہو، ہاں خوش ذائقہ کرنے کے لیے اضافہ ہو جائے تو حرج نہیں۔" [71]

---

[71] علامہ ظفر الدین قادری، **حیاتِ اعلیٰ حضرت**، مکتبہ نبویہ لاہور، 2003ء، ص286 (فارسی عبارت کا مفہوم اگلے صفحہ پر حاشیے میں)

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ:

حاجتوں کی تکمیل اور مرادوں کے حصول کے لیے جو توشہ پیش کیا جاتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو تو یہ توشہ مقصد کے حاصل ہونے سے پہلے ادا کر دینا بہتر ہے: سوجی 5 کلو، شکر کا پانی 5 کلو، گھی 5 کلو، بادام گری 1 کلو، پستہ 1 کلو، کشمش 1 کلو، ناریل 1 کلو، لونگ، دار چینی اور چھوٹی الائچی، ان تینوں میں سے ہر ایک پانچ چھٹانک لے کر، سب کو ملا کر حلوہ تیار کرے اور نیکوکار لوگوں (صلحاء) کو کھلائے۔ یہی اس نسخہ کی اصل مقدار ہے، تاہم اس توشہ کو کم یا زیادہ کرنا اختیار میں ہے۔ جتنا میسر ہو، اسی کے مطابق عمل کرلے۔ (ماخوذ از: الفوز بالامال فی الاوفاق والاعمال)

نوٹ: یہ توشہ فتاویٰ رضویہ جلد 29 ص641 پر بھی موجود ہے۔ اس میں آخری تین چیزیں (لونگ، دار چینی اور چھوٹی الائچی) سوا سوا چھٹانک لکھی ہوئی ہیں۔

ملک العلماء نے ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے جس میں امام احمد رضا خان قادری نے ایک ڈاکٹر کا علاج کیا:

"انہیں [سید ایوب علی صاحب] کا بیان ہے کہ ایک مسلمان ڈاکٹر کی ضعیفہ والدہ صدر سے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتی ہیں اور رو کر عرض کرتی ہیں کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے بخار کی شدت ہے اور دو روز سے بالکل غافل ہے، حضور اگر تکلیف فرمائیں تو بڑا کرم ہو گا۔ حضور نے ان ضعیفہ کی درخواست منظور فرماتے ہوئے بعد عصر کا وعدہ فرما لیا۔ چنانچہ وقتِ مقررہ پر ڈاکٹر صاحب کا موٹر آگیا حضور نے حاجی کفایت اللہ صاحب اور برادرم قناعت علی اور فقیر کو ہمراہ لیا اور مولوی حسنین رضا خان صاحب کی خواہش پر انہیں بھی ساتھ لے کر وہاں پہنچے، دیکھا کہ واقعی غفلت طاری تھی، حضور نے وہیں ایک تعویذ لکھ کر سیدھے بازو پر باندھا اور گھڑی سامنے رکھ لی اور چارپائی کے قریب کرسی پر بیٹھے رہے۔ تقریباً نصف گھنٹہ گزرا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے آنکھ کھولی اور بخار اتر گیا۔ حضور نے ان ضعیفہ سے

فرمایا کہ اگر پیاس معلوم ہو تو پودینہ، الائچی سرخ، پانی میں ڈال کر جوش دے کر ٹھنڈا کر لیا جائے اور پلایا جائے۔ اس کے بعد حضور بعد مغرب واپس تشریف لے آئے۔ صبح کو اطلاع ملی کہ بھوک کی شدت ہے، فرمایا مونگ کی دال کا پانی دیا جائے اور دن میں جو کیفیت ہو سہ پہر مجھ سے آ کر بیان کیجئے مگر بفضلہٖ تعالیٰ عصر کے وقت بجائے اطلاع کے خود ڈاکٹر صاحب موٹر میں آ گئے۔ ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ کل شام کو ان کی یہ حالت تھی کہ کمزوری کی وجہ سے کروٹ لینے میں تکلف تھا اور آج یہاں تک آ گئے۔ حضور نے مزاج پُرسی فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور کی دعا سے بالکل ٹھیک ہوں مگر بھوک بیتاب کیے رہتی ہے، مونگ کی دال کا پانی نامرغوب ہے اگر فرمائیں تو شوربا پی لوں، فرمایا اچھا شوربا تیار کرا لیجئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب دست بوس ہوئے اور موٹر میں بیٹھ کر چلے گئے۔" [72]

ایک بار امام احمد رضا قادری کی چشمانِ مبارک دکھنے لگ گئیں تو ایک حکیم صاحب نے دوا بنا کر دی۔ حکیم صاحب کے غلط نسخے کی اصلاح کا واقعہ ملک العلماء مولانا ظفرالدین قادری رضوی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے:

[72] حوالہ سابقہ، ص965

"ایک روز حکیم عبدالسبحان صاحب جو بمبئی سے علمِ جفر سیکھنے کے لیے آئے تھے اور مقیمِ آستانہ شریف تھے ایک چھوٹی سی شیشی میں رقیق مادہ آنکھوں میں ڈالنے کے واسطے پیش کرتے ہیں۔ حضور نے اس کے اجزاء دریافت فرمائے۔ حکیم صاحب نے عرض کیا حضور استعمال تو فرمائیں اور بہت کچھ تعریف کی۔ حضور نے فرمایا میں بغیر تحقیقِ اجزاء کوئی دوا استعمال نہیں کرتا ہوں۔ حکیم صاحب نے اطمینان دلاتے ہوئے یہی کہا کہ اس میں کوئی شے مضر نہیں ہے، ان شاء اللہ ایک بار کے استعمال سے حضور فائدہ محسوس فرمائیں گے، اسی وقت اجزاء بھی بتا دوں گا۔ غرض حکیم صاحب کے اطمینانی الفاظ کو باور کرتے ہوئے مکان میں جا کر جس وقت دوا کے قطرات آنکھوں میں ٹپکائے، ناقابلِ برداشت تکلیف پیدا ہو گئی۔ حضور دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے ہوئے باہر تشریف لائے اور بے تابانہ حکیم صاحب سے فرمایا اب تو اجزاء بتا دیجئے، مجھے سخت تکلیف ہے۔ حکیم صاحب نے منجملہ دیگر ادویات کے عرقِ لیموں کا بھی نام لیا جسے سن کر حاضرین چونک پڑے۔ حضور نے فرمایا آنکھ میں اور لیموں کا عرق! وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ

الْعَظِیْم۔ پھر فرمایا حکیم صاحب آنکھ جیسی نازک چیز اور ایسا تیز عرق!"[73]

"حیاتِ اعلیٰ حضرت" میں ایک پاگل کے علاج کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے:

"انہی [نبیرۂ مُحدِّث سورتی جناب قاری احمد صاحب] کا بیان ہے کہ 8 ربیع الآخر 1335ھ کو حضرت مولانا شاہ وصی احمد صاحب مُحدِّث سورتی علیہ الرحمہ کی خانقاہ میں عرس شریف کے موقع پر رسیوں میں جکڑے ہوئے ایک مسلمان نوجوان دیوانے کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا، پاگل کے رشتہ داروں نے بیان کیا کہ کچھ ماہ سے یہ پاگل ہے، ہزاروں علاج کیے کوئی فائدہ نہیں ہوا، پاگل خانہ میں اس لیے نہیں داخل کیا کہ وہاں مریضوں کو بہت مارتے ہیں، ہم بڑی امید سے حضرت کی خدمت میں لائے ہیں، ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، تمام گھر سخت پریشان ہے۔ اعلیٰ حضرت تمام واقعات کے سننے کے بعد چند منٹ اس دیوانے کی طرف بہت غور سے دیکھتے رہے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نگاہوں سے مرض کو کھینچ رہے ہیں، حضرت

[73] حوالہ سابقہ، ص 90

کے نگاہ ملاتے ہی دیوانے کی مجنونانہ حرکات میں افاقہ ہونا شروع ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ اسی جگہ بے حس و حرکت ہو کر گر پڑا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے رشتہ داروں سے فرمایا اب یہ ٹھیک ہیں رسیاں کھول دو اور گھر لے جاؤ اور روزانہ ایک عدد منقیٰ تھوڑے سے دودھ کے ساتھ کھلا دیا کرو۔ خدا کے فضل سے وہ دیوانہ شخص اب تک زندہ ہے اور اپنے نوجوان لڑکوں کے ساتھ کاروباری زندگی میں مصروف ہے۔"[74]

ادویہ سازی

امام احمد رضا خان قادری ضرورتاً اپنے دستِ مبارک سے ادویات بناتے بھی تھے۔ مولانا عرفان علی بیسل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط میں لکھتے ہیں:

"یہ اعلیٰ درجہ کا مقوی روح مقوی قلب نسخہ بھیجتا ہوں۔ میں نے بنایا تھا۔ تیس روپے میں قریب آٹھ سو گولیوں کے بنی تھیں جن میں شاید آٹھ دس میرے کھانے میں آئی ہوں، باقی تقسیم ہو گئیں۔ جس نے کھائیں بہت مدح کی۔ یہاں ایک بڑے حکیم صاحب ایک روپے فی گولی بیچتے ہیں اور وہ

[74] حوالہ سابقہ، ص 978

اس کے فائدہ کے نصف و ربع تک نہیں پہنچتیں۔ ان میں حضرات مشائخِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی برکت شامل ہے۔

حبِ جواہر:

یاقوت رمانی تین مثقال، عقیق یمنی ایک مثقال، یشب سفید ایک نیم مثقال، زہر مہرہ اصیل تین مثقال، ورق طلا ایک مثقال، در گلاب سرمہ سائدہ حب برابر نخود دانہ[75] خوراک یک ماشہ حب۔

آپ کا کارڈ آیا اس کے جواب میں یہ نسخہ حاضر ہے۔ ایک مثقال ساڑھے چار ماشے ہوتا ہے۔ دوسرا نسخہ قہوہ کا لکھتا ہوں:

قہوہ مقوی معدہ و جگر و دماغ و مشتہی[76]

پودینہ خشک پانچ ماشہ، دار چینی ڈیڑھ ماشہ، قرنفل پانچ عدد، الائچی سفید جوکوب دو ماشہ، انیسوں تین ماشہ، گاؤزبان گیلانی تین ماشہ، بادر نجبویہ تین ماشہ، موبز منقیٰ دس دانہ، عود غرقی تین سرخ، نبات سفید دو تولہ، مشک دو برنج، گلاب عمدہ تین تولہ۔ مجموعہ ایک خوراک ہے۔ چائے

[75] تمام چیزوں کو عرقِ گلاب میں سرمہ کی طرح کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنالیجئے۔

[76] بھوک لگانے والا

کی طرح جوش دے کر روزانہ پئیں۔ حسبِ مزاج ان دواؤں
میں کمی بیشی کر سکتے ہیں۔"[77]

اطباء کی رہنمائی

طب میں امام احمد رضا قادری کی مہارت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ نہ صرف عوام اپنی بیماریوں میں آپ سے علاج تجویز کرواتے تھے بلکہ اطباء بھی آپ سے مشورے لیتے تھے۔آپ کے پاس سوال آیا کہ بانجھ وہ ہوتی ہے جس کے کبھی بچہ نہ ہوا ہو، بعضوں کے ایک یا دو بچہ ہو کر بند ہو جاتے ہیں، ان کا علاج بانجھ کا سا ہی کیا جائے یا اور طرح؟ تو آپ نے لکھا:

"ہاں وہی اعمال کافی ہیں کہ وہ اقویٰ کی مدافعت کریں اضعف کی بدرجۂ اولیٰ۔"[78]

اپنی بیماری کا الہامی علاج

بریلی میں طاعون پھیلا ہوا تھا۔ امام احمد رضا قادری کے مسوڑھوں میں ورم آگیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بند ہو گیا۔ شدید بخار کے ساتھ ساتھ کان کے پیچھے گلٹیاں ظاہر ہو گئیں۔ کلام کرنا بھی ممکن نہ رہا۔ طبیب کو بلایا گیا تو اس نے بغور ملاحظہ کے بعد سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے وہی ہے وہی ہے (یعنی طاعون)۔آپ فرماتے ہیں:

---

[77] ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، **کلیات مکاتیب رضا**، مکتبہ نبویہ لاہور، 2005ء، ص 94/2

[78] امام بریلوی، **العطایا النبویۃ فی الفتاوٰی الرضویۃ**، ص 206/24

"میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہو گا، اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے اس سے بچایا جس میں تو مبتلا ہے اور مجھے اپنی مخلوق میں سے کثیر لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ ت۔

جن جن امراض کے مریضوں، جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بحمدہ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔"[79]

آگے ارشاد فرماتے ہیں:

"مجھے ارشادِ حدیث پر اعتماد تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہو

[79] امام مصطفیٰ رضا خان بریلوی، **الملفوظ**، مکتبۃ المدینہ کراچی، 2014ء، حصہ اول ص 69

گا۔ آخرِ شب میں کرب بڑھا۔ میرے دل نے درگاہِ الٰہی میں عرض کی: اَللّٰھُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَ کَذِّبِ الطَّبِیْبَ (یعنی اے اللہ عزّوجلّ! اپنے حبیب کا سچا اور طبیب کا جھوٹا ہونا ظاہر فرمادے۔ت) کسی نے میرے داہنے کان پر منہ رکھ کر کہا مسواک اور سیاہ مرچیں۔ لوگ باری باری سے میرے لیے جاگتے۔ اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارے سے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا۔ وہ مسواک تو سمجھ گئے گول مرچ کس طرح سمجھیں، غرض بمشکل سمجھے۔ جب یہ دونوں چیزیں آئیں بدِقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں نے بند ہو کر دبالی۔ پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں، تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف و اذیت محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیں جاتی رہیں، منہ کھل گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہٖ تعالیٰ دفع ہو

گیا، دو تین روز میں بعونہ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا۔"[80]

باب ششم

امام احمد رضا کی طبّی مہارت

حکیم محمد سعید دہلوی کی نظر میں

سابق گورنر سندھ، ہمدرد فاؤنڈیشن، ہمدرد دواخانہ اور ہمدرد یونیورسٹی کے بانی، دوسو سے زائد کتب کے مصنف حکیم محمد سعید دہلوی (9 جنوری 1920ء تا 17 اکتوبر 1998ء) جو طب کی دنیا میں اپنی طبّی تحقیقات کی وجہ سے ایک مستند اتھارٹی مانے گئے امام احمد رضا قادری کی طبّی بصیرت کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

> "فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لیے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لیے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس لیے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے یہاں ملتے ہیں ان سے ان کی دقتِ نظر اور طبّی بصیرت کا اندازہ ہوتا

---

[80] حوالہ سابقہ، حصہ اول ص 71

ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں صرف مفتی نہیں بلکہ مُحقِق طبیب
بھی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے تحقیقی اسلوب و معیار سے
دین و طب کے باہمی تعلق کی بھی بخوبی وضاحت ہو جاتی
ہے۔"[81]

"امام احمد رضا کی طبّی بصیرت" میں حکیم محمد سعید دہلوی نے امام احمد رضا قادری کے فتاویٰ سے کئی حوالے دے کر ثابت کیا ہے کہ طب پر امام کی جس پائے کی تحقیق ہے اس میں کوئی دوسرا فقیہ ان کا ہمسر نہیں ہے۔ حکیم صاحب نے طب پر تحقیق کرنے والوں کو امام کے تحقیقی اسلوب کی طرف راغب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مُحقِّق کے لیے یہ
بات کہاں تک درست ہو سکتی ہے کہ وہ علمائے طب کی
تصریحات پر آنکھ بند کر کے انحصار کر لے تو میں یہ عرض
کروں گا یقیناً یہ بات اصولِ تحقیق کے خلاف ہے، لیکن یہ
بھی عرض کروں گا کہ مولانا اس نکتے سے واقف ہیں اس
لیے اِطبائے کرام کی تصریحات کا مطالعہ بھی وہ انتقادی نظر
سے کرتے ہیں۔"[82]

مزید لکھتے ہیں:

"جہاں تک مولانا کا تعلق ہے ان کی طبّی بصیرت مسلّم ہے،

---

81 حکیم محمد سعید دہلوی، **امام احمد رضا کی طبّی بصیرت**، مشمولہ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1994ء، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی، ص 74

82 حوالہ سابقہ

تحقیق میں سنجیدگی اور دیانت کی جو مثال انہوں نے قائم کی ہے وہ مُحقِقین کے لیے سبق آموز ہے اور سب سے بڑا نکتہ جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ فقہ اور طب کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے اور کوئی شخص اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہو سکتا جب تک اسے طبی علوم پر دسترس نہ ہو، مولانا کے اکثر فتاویٰ سے طبی بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔"[83]

حرفِ آخر

نتائج و تجاویز

گزشتہ صفحات میں پیش کیے گئے حقائق سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ امام احمد رضا خان قادری نہ صرف علومِ دینیہ میں معیارِ حق قرار پائے اور عرب و عجم کے سوادِ اعظم نے انہیں اپنا رہنماء و پیشواء تسلیم کیا اور ان کی فکر سے روشنی لے کر حق و صداقت کی راہوں پر گامزن ہیں بلکہ جدید سائنسی علوم میں بھی ان کا کوئی ہم پلہ نظر نہیں آتا۔ ماضی قریب کے سب سے بڑے مُحقِق طبیب حکیم محمد سعید دہلوی کی گواہی نے طب میں بھی ان کی مہارت کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا۔

طبّی علوم میں ان کی بصیرت اور مہارت نے مخلوقِ خدا کے لیے بہت سی آسانیاں پیدا کیں۔ امراض کے متعدی ہونے کے غیر حقیقی طبّی نظریے کی تردید کر کے امام احمد رضا خان قادری نے لاچار و بے کس مریضوں کو تنہا کر کے موت کے منہ میں دھکیلنے کی رِیت کو توڑا اور یوں مریضوں کے سماجی حقوق

---

[83] حوالہ سابقہ

بحال ہوئے۔ ان کی تحقیقات کی بدولت اطباء کو دکھی انسانیت کی خدمت کے لیے اچھی رہنمائی ملی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی طبّی تحقیقات کو نہ صرف عام تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کیا جائے بلکہ میڈیکل کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی شامل کیا جائے۔ ہمارے ہاں ایم بی بی ایس کا تمام تر نصاب غیروں کا مرتب کردہ ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحبان بہت سے معاملات میں شریعتِ اسلامیہ سے متصادم فکر اپنائے ہوئے ہیں۔ ایسے میں وہ نہ صرف خود گُناہ گار ہوتے ہیں بلکہ بہت سے مواقع پر مریضوں کو بھی مشکلات میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ امام احمد رضا خان کی طبّی تحقیقات جو قرآن وسنت کا نچوڑ ہیں ان کے شاملِ نصاب ہونے سے ایسی بہت سی خرابیوں کا تدارک ممکن ہو سکے گا۔

نوٹ: امام احمد رضا خان قادری کی طبّی خدمات کے مطالعے کے دوران یہ بات شدّت سے محسوس کی گئی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عزت و عظمت و برتری کے عقیدے کے تحفظ کے لیے جو کردار ادا کیا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ آپ پر اور آپ کی فکر پر کاربند عوامِ اہلِ سنت پر شرک وبدعت کے فتوے داغنے والوں کو دعوتِ فکر دی جاتی ہے کہ تعصب و عناد کو بالائے طاق رکھ کر آپ کی عظیم تحقیقی کُتب کا مطالعہ کریں اور اپنے عقائد کو درست کر کے معاشرے کا امن وسکون بحال کریں۔

مآخذ و مراجع

کتب

- احمد رضا خان قادری بریلوی، امام، العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة، لاہور: رضا فاؤنڈیشن، 1997ء
- تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون، لاہور: تنظیم نوجوانانِ اہلِ سنت، 1994ء
- اقبال احمد نوری، علامہ، شمع شبستانِ رضا، لاہور: قادری رضوی کتب خانہ، 2011ء
- ظفر الدین قادری رضوی، مولانا، حیاتِ اعلیٰ حضرت، لاہور: مکتبہ نبویہ، 2003ء
- عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری، علامہ، اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، لاہور: فرید بک سٹال، 1986ء
- غلام جابر شمس مصباحی، ڈاکٹر، کلیات مکاتیب رضا، لاہور: مکتبہ نبویہ، 2005ء
- غلام مصطفیٰ نجم القادری، ڈاکٹر، امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ممبئی: نوری فاؤنڈیشن، 2007ء
- محمد حنیف خان رضوی، مولانا، جہانِ امام احمد رضا، لاہور: شبیر برادرز،
- محمد شریف الحق امجدی، مفتی، تحقیقات، لاہور: فرید بک سٹال، 2002ء
- محمد مالک، ڈاکٹر، امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس، ڈیرہ غازی خان، ادارہ افکارِ حق، س۔ن
- مصطفیٰ رضا خان بریلوی، امام، الملفوظ، کراچی: مکتبۃ المدینہ، 2014ء

مجلات

- مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 1994ء، کراچی

❁ ماہنامہ معارفِ رضا، کراچی

English Book

❁ Khursheed Ahmad Saeedi, Embryology: Refutation of a Christian Priest Physician's claim, Karachi: Idara Tahqeeqat e Imam Ahmad Raza International, 2006.

Internet

❁ https://www.who.int/news-room/factsheets/detail/leprosy